حقیقی تعلیماتِ اسلامیہ امامیہ کا بے باک ترجمان

ماہنامہ

دقائق اسلام

سرگودھا

اگست ۲۰۱۶ء

اَللّٰھُمَّ عَجِّلْ لِوَلِیِّکَ الْفَرَج

جامعہ علمیہ سلطان المدارس الاسلامیّہ

زاھد کالونی عقب جوہر کالونی سرگودھا
فون: 048-3021536
Website: www.sibtain.com Emails: smi51214@gmail.com Sultanulmadarisislamia@gm

جلد ۲۰ اگست ۲۰۱۶ء شمارہ ۸

فہرست مضامین

مجلس نظارت

- مولانا الحاج ظہور حسین خان نجفی • مولانا محمد حیات جوادی
- مولانا محمد نواز قمی • مولانا حامد علی
- مولانا نصرت عباس مجاہدی قمی

مُدیرِ اعلیٰ : ملک مُمتاز حسین اعوان

مُدیر : گلزار حسین محمدی

پبلشر : ملک مُمتاز حسین اعوان

مطبع : انصار پریس بلاک ۱۰

مقامِ اشاعت : جامعہ علمیہ سُلطان المدارس سرگودھا

کمپوزنگ : الخطاط کمپیوٹرز 0307-6719282

فون : 048-3021536

زرِتعاون 400 روپے

لائف ممبر 5000 روپے

معاونین: محمد علی سندرانہ (بھلوال) مولانا ملک امداد حسین (خوشاب) مخدوم غلام عباس (مظفر گڑھ) علی رضا صدیقی (ملتان) میاں عمار حسین (جھنگ) سید ارشاد حسین (بہاولپور) مشتاق حُسین کوثری (کراچی) مولانا سید منظور حُسین نقوی (منڈی بہاؤالدین) ڈاکٹر محمد افضل (سرگودھا) ملک احسان اللہ (سرگودھا) ملک محسن علی (سرگودھا) غلام عباس گوہر (ڈی آئی خان) مولانا محمد عباس علوی (خوشاب) چوہدری دلاور باجوہ (سرگودھا)

اداریہ

اِتحاد و اِتفاق کی برکات اور اِنتشار کے نقصانات

تاریخ انسانیت اس بات کی شاہد ہے کہ قومیں جب اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کرتی ہیں تو ترقی کی منازل پر پہنچ جاتی ہیں، دینی اور دنیاوی ترقی کا راز اتحاد و اتفاق میں مُضمر ہے۔ نیز انسانی فوز و فلاح اتحاد ہی سے ممکن ہے۔ مُسلمانوں کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے جب تک مُسلمان اتحاد کی لڑی میں پروئے رہے ترقی کی شاہراہ پر گامزن رہے لیکن جب فرقہ واریت اور اختلاف و انتشار نے مُسلمانوں کے دلوں میں گھر کر لیا تو زوال کا شکار ہو کر ذلت و رسوائی کی اتھاہ گہرائیوں میں گر گئے اور تین براعظموں پر محیط اسلامی حکومت مُختلف چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹ گئی اور یوں مُسلمانوں کی عظیم الشان مملکت تباہی و بربادی میں تبدیل ہوگئی۔

اس وقت اسلامی حکومتیں دہشت گردی اور قتل و غارت گری کا شکار ہیں۔ غیر اسلامی ممالک اور عالمی طاغوتی طاقتیں مُسلمانوں کو برباد کرنے کے مُختلف منصوبے بنا کر اور آپس میں لڑا کر اپنے مذموم مقاصد پورا کرنے کی سعی میں مصروف عمل ہیں۔ مُسلمان حکمران خوابِ غفلت میں سوئے ہوئے ہیں اور صرف اور صرف اپنی حکمرانی بچانے کی فکر میں ہیں۔ ملت اسلامیہ کی فلاح و بہبود کی کوئی فکر نہیں ہے۔

مملکت خداداد پاکستان جو مُسلمانوں کے اتحاد کی وجہ سے قائم ہوئی اور دوقومی نظریہ کی حمایت سے پاکستان کی اسلامی جمہوری مملکت وجود میں آئی۔ تمام مکاتب فکر کے علماء و دانشور حضرات نے اتحاد و یگانگت کے عملی مظاہرے کر کے برصغیر کے مُسلمانوں کے لیے الگ وطن قائم کیا، کچھ عرصہ سے پاکستان میں مُختلف مکاتب فکر کو آپس میں لڑانے اور فتنہ و فساد برپا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ مُسلمانوں کا قتل عام جاری و ساری ہے۔ مساجد، امام بارگاہوں اور غیر مُسلموں کی عبادت گاہوں کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا جارہا ہے، ہزاروں کی تعداد میں مُسلمانوں کو تہ تیغ کیا جاچکا ہے، بے شمار خواتین بیوہ اور ان گنت بچے یتیم ہوگئے ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ حکومتی اور سیکورٹی اداروں کو نشانہ بنایا جارہا ہے۔ اپریشن ضربِ عضب کی وجہ سے حالات کچھ بہتر ہوئے ہیں۔ ہماری بہادر افواج نے وطن عزیز کی بقاو استحکام کے لیے بے مثال قربانیاں دی ہیں۔ جنرل راحیل شریف ان کارناموں پر داد و تحسین کے مستحق ہیں۔

ہمارے ملک کے تمام سیاست دانوں، تمام مکاتب فکر کے علماء و دانشور حضرات سے ہماری خُصوصی گزارش ہے کہ اپنی اولین فرصت میں قوم کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر کے ملک خداداد پاکستان کے استحکام کے لیے عملی مظاہرے کریں۔ خدانہ خواستہ اگر اختلاف و انتشار کی موجودہ کیفیت برقرار رہی تو ملک کی بنیادیں کمزور ہو کر تباہی و بربادی سے دوچار ہو جائیں گی۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ سید جمال الدین افغانی، علامہ اقبال مرحوم کے نظریات کو عملی جامہ پہنا کر فرقہ واریت کے جن کو برباد کر دیا جائے اور ترقی و خوشحالی کی منازل حاصل کرنے کی طرف قدم بڑھائے جائیں۔ جس طرح تمام مکاتب فکر نے مل کر پاکستان بنایا اسی طرح مل کر پاکستان بچانے کے لیے اقدامات کیے جائیں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام اہلِ اسلام کو مل کر جینے مرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دشمنانِ اسلام کو اپنے ناپاک عزائم میں ناکام فرمائے۔ آمین بجاہ النبیؐ و آلہٖ

باب العقائد

ائمہ امجاد کے مقام و کام کے متعلّق صحیح شیعی اعتقاد

تحریر: آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین نجفی مدظلہ العالی موسس و پرنسپل جامعہ سلطان المدارس سرگودھا

اگر چہ مذکورہ بالا تحقیقات و تنقیحات سے یہ امر بخوبی واضح و آشکار ہو جاتا ہے، تاہم یہاں قدرے اس کی مزید وضاحت کی جاتی ہے۔ اگر چہ ہادیان دین یعنی جناب پیغمبر اسلامؐ و ائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین کے صحیح مقام و منزلت کی تعیین باوجود خدا کی صفات مختصہ سے تنزیل کے بعد انسانی عقول و افہام کی دسترس سے بلند و بالا ہے۔ لایقاس بال محمد احد من الناس۔ نہج البلاغہ۔

تاہم عام انسانی وسعت عقل و استعداد کے مطابق ان راہنمایان دین نے اپنے مقام و کام کے متعلّق جو کچھ فرمایا ہے، انہی کے مستند و مُعتبر ارشادات و فرامین کی روشنی میں اس کا ایک جامع خلاصہ ذیل میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے۔

① یہ بزرگوار سوائے نبوت اور اس کے خصائص کے دیگر فضائل و کمالات میں خاتم الانبیاء حضرت مُحمّد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحیح وارث و جانشین ہیں۔

② واضح ہے کہ آنحضرتؐ تمام سابقہ انبیاء و مرسلینؑ کے تمام علمی و عملی کمالات کے مع شیٔ زائد حامل ہیں اور اس جامعیّت کی وجہ سے ان سب سے افضل و اشرف ہیں اور چونکہ یہ بزرگوار آنحضرتؐ کے کمالات و کرامات کے جامع ہیں، اس لیے سوائے سرکار ختمی مرتبتؐ کے دوسرے تمام انبیاء سے ان کا مقام بلند ہے اور علم و فضل، زہد و تقویٰ، عفت و عصمت، جود و سخاوت، شجاعت و شہامت غرضیکہ تمام امکانی صفات جلیلہ میں سرآمد روزگار و افتخار ہر نبی و ہر وصی و ہر شہر یار ہیں۔

③ چونکہ آنحضرتؐ کی نبوت و رسالت صرف بنی نوع انسان تک ہی محدود نہیں بلکہ وہ پورے عالمین کے بشیر و نذیر ہیں اور ان کا وجود مسعُود پورے عالم امکان کے لیے سراپا رحمت ہے اس لیے ان ذوات مقدسہ کی خلافت و امامت بھی کسی خاص قوم و قبیلہ یا کسی خاص زمان و مکان کی قید سے مُقیّد نہیں ہے۔ بلکہ یہ بھی تمام عالمین کے لیے ہادی و راہنما اور تمام کائنات علوی و سفلی پر حجّت خدا ہیں۔

④ جس طرح آنحضرت عصمت کبریٰ کے اجل و ارفع درجہ پر فائز ہیں، اسی طرح ان حضرات قدسی صفات کا دامن عصمت بھی از مہد تا لحد ہر قسم کے گناہانِ صغیرہ و کبیرہ کی عمدی و سہوی آلودگیوں سے منزہ و مبرا ہے۔

⑤ چونکہ یہ بزرگوار پورے عالم امکان اور سارے جہان پر حجّت خدائے رحمٰن ہیں، اس لیے وہ سب مخلوقات حتیٰ کہ چرند و پرند اور درند کی زبان بھی سمجھتے ہیں اور ہر زبان میں گفتگو بھی کر سکتے ہیں۔

⑥ اگر چہ ہمارے پاس کوئی ایسا آلہ و پیمانہ نہیں ہے

جس سے ان کے علوم لدنیہ کا حدود اربعہ معلوم کیا جا سکے لیکن اس قدر مسلّم ہے کہ حجّت خدا کی پہچان یہی ہے کہ وہ کسی وقت، کسی جگہ، کسی سائل اور کسی موضوع کے متعلق سوال کے جواب میں یہ نہ کہے کہ مجھے اس کا جواب معلوم نہیں ۔ الحجة من لا یقول لا ادری ۔ خلاصہ یہ کہ ان کا علم خدا کے مقابلہ میں جزئی اور ہمارے مقابلہ میں کلی ہے ۔

⑦ جس طرح آنحضرتؐ کی ہر حالت، ہر جگہ، ہر زمانہ، ہر قول اور ہر امر میں ہر شخص پر اطاعت مُطلقہ واجب ہے، اسی طرح ہر حال، ہر جگہ، ہر زمان، ہر مکان اور ہر امر میں ہر شخص پر ان معصوم ہستیوں کی بھی اطاعت مُطلقہ واجب ہے ۔ ان کی اطاعت خدا کی اطاعت اور ان کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے اور دنیوی واخروی فوز وفلاح انہی کی اطاعت میں پوشیدہ ہے ۔

فهم سفن النجاة و مصابیح الدجیٰ و اعلام التقیٰ الدعاة الی الله و الادلاء الی مرضاة الله و ائمة الهدی و السادة القادة صلوات الله علیهم اجمعین

⑧ جس طرح آنحضرتؐ کی ہر شخص پر محبّت واجب و لازم ہے اور اس کے بغیر کوئی آدمی مُسلمان نہیں کہلا سکتا ہے، اسی طرح ان ذوات عالیہ کی مؤدت و محبّت بھی اجر رسالت کے طور پر ہر مُسلمان پر واجب و لازم ہے ۔ اس کے بغیر کم از کم کوئی شخص اہل ایمان نہیں کہلا سکتا اور ان کا دوست خدا کا دوست اور ان کا دشمن خدا کا دشمن ہے ۔

⑨ جس طرح آنحضرتؐ کی نبوت ورسالت کے اقرار کے بغیر کسی عامل کا کوئی عمل قبول نہیں ہو سکتا ۔ اسی طرح ان مقربان بارگاہ کی امامت و ولایت کے اقرار کے بغیر بھی کسی عمل کرنے والے کا کوئی عمل بارگاہ ربوبیت میں شرف قبولیت حاصل نہیں کر سکتا ۔ اور ان میں سے کسی ایک کا انکار سب کے انکار کے مترادف ہے ۔

⑩ یہ بزرگوار آنحضرتؐ کی طرح علّت غائی ممکنات و باعث ایجاد کائنات ہیں ۔ خدائے قادر وقیوم نے آسمان کا شامیانہ انہی کی خاطر لگایا اور زمین کا فرش انہی کے طفیل بچھایا ہے ۔ الغرض خدا اگر ان کو پیدا نہ کرتا تو عالم امکان کے ایک ذرہ کو بھی خلعت وجود عنایت نہ کرتا ۔ اس لیے یہ بزرگوار خدا تک رسائی اور اپنی مُشکل کشائی کرانے کا بہترین وسیلہ وذریعہ ہیں ۔

☆ اس عالم میں خدا کے دو نظام رائج ہیں ۔ ایک کا نام ہے نظام شریعت، دوسرے کا نام ہے نظام تکوین، مسائل حلال وحرام، احکام جائز وناجائز اور دوسرے حقائق و معارف دین کا تعلّق پہلے نظام سے ہے اور پیدا کرنے، روزی دینے، بیماروں کو شفا دینے، مارنے اور جلانے کا تعلّق دوسرے نظام سے ہے ۔

جہاں تک نظام شریعت کا تعلّق ہے یہ ذوات قدسیہ اس کے سربراہ ہیں اور شرعی نقطہ نظر سے یہی ہمارے حاکم اعلیٰ اور بادشاہ ہیں، اگر دنیوی حکام جور کے پنجہ ظلم و استبداد سے آزاد ہوں اور مبسوط الید ہوں تو دینی معارف وحقائق اور مذہبی مسائل واحکام کا بیان اور ان کی نشر و اشاعت الغرض ہر کمی وزیادتی سے شریعت کی حفاظت و حراست کرنا اور دنیوی امور میں جو فرائض ایک عادل بادشاہ کے ہوتے ہیں جیسے مبنی بر انصاف عادلانہ حکومت کا قیام، اسلامی سرحدوں کی حفاظت، شرعی حدود و

تعزیرات کا اجراء و انفاذ، غربا و یتامیٰ اور دیگر ہر قسم کے مستحقین کی دیکھ بھال کرنا اور ان تک ان کے حقوق کا پہنچانا ظالم و جابر کو ظلم و جور سے باز رکھتے ہوئے مظلوم کی دادرسی کرنا وغیرہا ان کے حقیقی فرائض و وظائف ہیں اور جہاں تک دوسرے نظام یعنی نظام تکوین (پیدا کرنے، رزق دینے، شفا دینے، اور مارنے و جلانے وغیرہ) کا تعلّق ہے تو اس کا چلانا ان کے متعلّق نہیں ہے۔ خدا نے ان کاموں کی انجام دہی ان کے سپرد نہیں فرمائی۔ نہ بصورت تفویض نہ بشکل توکیل نہ بلحاظ آلات و اسباب اور نہ باعتبار فرشتوں پر ناظر و نگران ہونے کے، بلکہ یہ سب کام خود خدائے رحمٰن و علام بذریعہ ملائکہ کرام انجام دیتا ہے۔ کل یوم ھو فی شان۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام اس نظام سے بھی بالکل الگ تھلگ اور غیر متعلّق نہیں ہیں بلکہ اس نظام میں ان کا منصب و مقام ہماری شفاعت و سفارش کرنا ہے۔ وہ بارگاہ قدرت میں ہماری شفاعت کرتے ہیں تو خدا بے اولادوں کی گودیں نعمت اولاد سے بھر دیتا ہے۔ وہ سفارش کرتے ہیں تو خدا بے مال و زر کو دولت مال و منال سے مالامال کر دیتا ہے۔ یہ ایسے مقرب بارگاہ ہیں کہ خدا ان کی شفاعت و سفارش کو مسترد نہیں فرماتا۔ و لکن لا یشفعون الا لمن ارتضیٰ و ما تشاؤن الا ان یشاء اللہ۔

اس دسویں امر کے علاوہ سابقہ و لاحقہ دلائل و براہین کے جن اخبار و آثار سے تائید مزید ہوتی ہے وہ درج ذیل ہے۔ (یہاں امام زمانہ عج والی توقیع مبارک ان اللہ خلق الاجسام و قسم الارزاق الخ۔ جو اسی باب میں قبل ازیں دو مرتبہ پیش کی جا چکی ہے، خُصُوصًا ملحوظ رہے جس میں آپؑ فرماتے ہیں کہ سفارش ہم کرتے ہیں پیدا خدا کرتا ہے اور سفارش ہم کرتے ہیں رزق خدا دیتا ہے۔ الخ)

☆ جناب سدیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک گروہ یہ گمان کرتا ہے کہ آپ خدا ہیں۔ امام علیہ السلام نے یہ سن کر ایسے لوگوں سے برائت و بیزاری ظاہر فرماتے ہوئے فرمایا:

یا سدیر سمعی و بصری و شعری و بشری و لحمی و دمی من ھولاء براء بری اللہ عنھم و رسولہ۔

اے سدیر میرے کان، آنکھ، بال، جلد، گوشت و پوست اور میرا خون ان لوگوں سے بیزار ہے خدا اور رسول ان سے بیزار ہوں۔

سدیر کہتے ہیں میں نے عرض کیا: فما انتم جعلت فداك میں آپ پر قربان ہوں پھر آخر آپ کیا ہیں؟

قال خزان علم اللہ و تراجمۃ وحی اللہ ونحن قوم معصومون امر اللہ بطاعتنا و نھی عن معصیتنا نحن الحجۃ البالغۃ علی من دون السماء و فوق الارض

فرمایا ہم علم خدا کے خزانہ بردار، اس کی وحی و تنزیل کے ترجمان، ہم وہ معصوم ہیں جن کی اطاعت کا خدا نے حکم دیا ہے اور نافرمانی کی ممانعت کی ہے اور ہم آسمان و زمین والی مخلوق پر حجّت خدا ہیں۔ (رجال کشی صفحہ ۱۹۷ کذا فی البحار جلد ۷ صفحہ ۳۴۹)

☆ حضرت امیرالمومنینؑ وظائف امامؑ کے سلسلہ میں

فرماتے ہیں:

انه ليس على الامام الا ما حمل من امر ربه الا البلاغ في الموعظة و الاجتهاد في النصيحة و الاحياء للسنة و اقامة الحدود على مستحقيها و اصدار السهمان على اهلها۔

امام کا فرض تو بس یہ ہے کہ جو کام اسے اپنے پروردگار کی طرف سے سپرد ہوا ہے (اسے انجام دے) اور وہ یہ ہے کہ پند و نصیحت کی باتیں ان تک پہنچائے، سمجھانے بجھانے میں پوری پوری کوشش کرے۔ سنت کو زندہ رکھے۔ اور جن پر حد لگنا ہے ان پر حد جاری کرے اور مستحقین تک ان کا حصہ پہنچائے۔

(نہج البلاغہ جلد اول صفحہ ۲۹۸ ترجمہ مفتی صاحب)

☆ اس سلسلہ میں سرکار ملا محسن فیض کاشانی علم الیقین صفحہ ۹۶ پر تحریر فرماتے ہیں:

و الوصي هو الحجة بعد ذلك النبي و الامام الناطق بتاويل الكتاب الصامت يحفظ الشريعة و يقيم الحدود و يسد الثغور و يقصر يد الظالم عن المظلوم۔

نبی کے بعد حجت خدا امام ہوتا ہے، جس کا کام یہ ہوتا ہے کہ کتاب اللہ کی صحیح تاویل کرے۔ شریعت مقدسہ کی حفاظت کرے، حدود و تعزیرات شرعیہ جاری فرمائے۔ اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرے اور ظالم کو ظلم سے باز رکھے۔

☆ بعض آثار میں وارد ہے:

فالولاية هي حفظ الثغور و تدبير الامور و تعديد الايام و الشهور (بحار جلد ۷ صفحہ ۳۰۶)

یعنی ولایت کیا ہے؟ سرحدوں کی حفاظت کرنا، رعایا کے امور کی دیکھ بھال کرنا اور ماہ و یوم کا شمار و حساب کرنا۔

☆ صاحب رسالہ ''صراط النجات'' صفحہ ۷۹ طبع ایران پر امامت کی امور دین و دنیا میں ریاست عامہ کے ساتھ تعریف کرنے کے بعد امور دینیہ اور امور دنیویہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

و معنائے ریاست در امور دینیه این است که احکام الهیه را از تغییر و تبدیل حفظ نماید و باجراء و انفاذ آن ها پرداز و ریاست در امور دنیویه عبارت است از حفظ ثغور و تامین بلاد و نگاهداری اشرار و اخذ حقوق مظلومین از ظالمین و فصل القضاء بین التخاصمین و رفع الخلاف بین المتنازعین و اجراء حدود شرعیه و فراهم آوردن آنچه امور نوع مسلمین باو موقوف است۔

یعنی امور دینیہ میں ریاست عامہ سے یہ مراد ہے کہ احکام الٰہیہ کی تغیّر و تبدل سے حفاظت کرے اور ان کو جاری و ساری فرمائے اور دنیوی امور میں ریاست عامہ سے مراد ہے اسلامی سرحدوں اور دیگر تمام شہروں کی حفاظت و حراست کرنا، شریر لوگوں پر کڑی نگاہ رکھنا۔ نیز ظالموں سے مظلوموں کے حقوق واپس دلوا کر ان کی داد رسی کرنا۔ جھگڑا کرنے والوں کے درمیان صحیح فیصلہ کرنا۔ باہمی تنازعات کو رفع کرنا، حدود شرعیہ کا جاری کرنا اور ان تمام امور کا بجا لانا جن سے مسلمانوں کی فلاح و بہبود وابستہ ہے۔

ان حقائق سے واضح ہوگیا کہ تعریف امامت میں وارد شدہ لفظ ریاست عامہ دینی و دنیوی سے ان حضرات کے خالق و رازق ہونے پر استدلال کرنا بالکل غلط ہے۔

باب الاعمال

زکوٰۃ ادا کرنے کا ثواب اور ادا نہ کرنے کا عقاب

تحریر: آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین نجفی مدظلہ العالی موسس و پرنسپل جامعہ سلطان المدارس سرگودھا

خداوند عالم نے قرآن مجید میں جا بجا زکوٰۃ اور صدقہ دینے والوں کی تعریف فرمائی ہے۔

① ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیماً واسیراً (سورۃ دہر) باوجود اپنی احتیاج کے مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

② مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ ماۃ حبۃ (البقرہ ۲۶۱) "جو لوگ خدا کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا جائے اور اس سے سات بالیں نکلیں اور ہر ہر بالی میں سو سو دانہ ہوگا"۔

③ وفی اموالھم حق للسائل والمحروم (الذاریات) ان اہل ایمان کے مال میں مانگنے اور نہ مانگنے والوں کا حق ہے۔

④ ومما رزقنا ھم ینفقون (البقرہ) "متقیوں کی ایک علامت یہ ہے کہ ہم نے ان کو جو روزی دی ہے اس سے کچھ (خدا کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں"۔

⑤ الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سرا وعلانیہ اہل ایمان وہ ہیں جو رات اور دن میں پوشیدہ اور کھلم کھلا طور پر اپنے مال راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں۔

① حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

ان اللہ سبحانہ فرض فی اموال الاغنیاء اقوات الفقرا فما جاع فقیر الابما منع غنی واللہ تعالی جدہ سائلھم عن ذلک۔

خداوند عالم نے دولتمندوں کی دولت میں فقراء کی روزی فرض قرار دی ہے جب بھی کوئی فقیر بھوکا رہتا ہے۔ تو مالدار کے حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے اور خدا تعالیٰ ضرور ان سے اس کی باز پرس کرے گا۔ (نہج البلاغہ)

② بکثرت روایات میں یہ مضمون وارد ہے کہ لو ان الناس ادوا زکوۃ اموالھم مابقی فقیر محتاجا اگر لوگ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتے تو کوئی مسلمان فقیر باقی نہ رہتا۔ (اُصول کافی)

نیز یہ بھی وارد ہے۔

③ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

وان احب الناس الی اللہ اسخاھم کفاً واسخی الناس من ادی زکوۃ مالہ ولم یبخل بما افترض اللہ لھم من مالہ خدا کو تمام لوگوں سے زیادہ محبوب سخی ہے اور سب سے بڑا سخی وہ ہے جو اپنے مال کی زکواۃ ادا کرنے میں بخل نہ کرے۔ (فقیہ)

④ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک حج کرنا مجھے ستر غلام راہِ خدا میں آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے، اور ایک غریب خاندان کے خورد ونوش کی

کفالت کرنا سترحج ادا کرنے سے مجھے زیادہ مرغوب ہے (اُصول کافی)

⑤ حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ان السخی قریب من اللہ قریب من الجنۃ قریب من الناس والبخیل بعید من اللہ و بعید من الجنۃ و بعید من الناس (عیون الاخبار)

سخی خدا کے قریب ہے سخی جنّت کے قریب ہے سخی لوگوں کے قریب ہے۔ بخیل خدا سے دور ہے جنّت سے دور ہے اور لوگوں سے بھی دور ہے۔

⑥ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے سخی وہ جو زکواۃ وغیرہ واجبی مالی حقوق ادا کرتا ہے اور بخیل وہ ہے جو زکواۃ وغیرہ واجبی مالی حقوق ادا نہیں کرتا (امالی شیخ طوسیؒ)

⑫ زکواۃ ادا نہ کرنے کا عقاب؟

قرآن وحدیث تارک زکواۃ کی مذمت سے چھلک رہے ہیں۔ ارشاد قدرت ہے۔

① والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقو نھا فی سبیل اللہ فبشر ھم بعذاب الیم یوم یحی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم وجنوبھم وظھور ھم ھذا ما کنز تم لا نفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون (توبہ:۵)

جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے رہتے ہیں اور اسے خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انھیں دردناک عذاب کی خبر دے دو جس دن وہ سونا چاندی جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا۔ اور ان کی پیشانیوں پہلوؤں اور پیٹھوں پر داغ دیے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا یہ وہ ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کر کے رکھا تھا آج اس کا ذائقہ چکھو جو تم جمع کرتے تھے۔

② ولا یحسبن الذین یبخلون بما اتاھم اللہ من فضلہ ھو خیرا لھم سیطوقون ما بخلوا یوم القیامۃ (آل عمران)

جو لوگ خدا کے دیے ہوئے فضل (مال) میں بخل کرتے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے لیے اچھا ہے بلکہ یہ ان کیلئے بہت برا ہے جس مال میں انھوں نے بخل کیا ہے اس کا طوق قیامت کے دن ان کی گردن میں ڈالا جائے گا۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

① ما من ذی زکوٰۃ مال نخل او زرع او کرم یمنع زکوٰۃ مالہ الاقلدہ اللہ تربۃ ارضہ یطوق بھا من سبع ارضین الی یوم القیمۃ۔

جس شخص پر گندم، کھجور، انگور وغیرہ مال کی زکوٰۃ واجب ہو، اور وہ ادا نہ کرے، تو خدا تعالیٰ اس مال کی زمین کا ساتوں طبقوں سمیت طوق بنا کر قیامت تک اس کی گردن میں ڈالے گا۔ (کافی)

مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں جناب محمد بن مُسلم روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کا مطلب دریافت کیا آپ نے فرمایا:

یا محمد ما من احد یمنع من زکوٰۃ مالہ شیأ الاجعل اللہ ذلک یوم القیامۃ ثعبانا من نار مطوقا فی عنقہ ینھش من لحمہ حتی یفرغ من الحساب۔

اے محمد جو شخص بھی اپنے مال کی زکواۃ ادا نہیں کرتا خدائے تعالیٰ قیامت کے دن اس مال کو جہنم کا سانپ بنا کر اس کی گردن میں ڈالے گا جو اس کے گوشت کو نوچے گا

یہاں تک کہ وہ حساب سے فارغ ہوگا۔ (کافی)

نیز بروایت ابوبصیر انہی جناب سے مروی ہے فرمایا:

من منع قیراطاً من الزکٰوۃ فلیمت ان شاء یہودیًا او نصرانیًا۔

جو شخص بمقدار ایک قیراط (بارہ جو کے برابر) زکٰوۃ ادا نہ کرے وہ خواہ یہودی ہوکر مرجائے اور خواہ نصرانی ہوکر۔ (کافی اور عقاب الاعمال)

انہی حضرت سے مروی ہے فرمایا:

من منع قیراطاً من الزکٰوۃ فلیس بمومن ولا مسلم (کافی وصافی)

جو شخص بمقدار ایک قیراط کے زکواۃ ادا نہ کرے وہ مومن ہے اور نہ حقیقی مسلمان (ایضًا)

انہی جناب سے منقول ہے فرمایا:

ماضاع مال فی برو لا ابحر الا بمنع الزکوۃ۔

یعنی خشکی یا تری میں جہاں بھی کسی کا کچھ مال ضائع ہوتا ہے یہ سب نتیجہ ہے زکواۃ ادا نہ کرنے کا۔ (عقاب الاعمال)

خلاصہ کلام یہ کہ زکواۃ کی اہمیت کیلئے اتنی بات کافی ہے کہ نماز کی قبولیت اس کے ساتھ وابستہ ہے جو شخص زکواۃ ادا نہیں کرتا اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ چنانچہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

ان اللہ قرن الزکوۃ بالصلوۃ قال اقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ فمن اقام الصلوۃ ولم یوت الزکوۃ فلم یقم الصلوۃ۔

خدا نے نماز کے ساتھ ملا کر زکوۃ کا ذکر کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے نماز قائم کرو اور زکواۃ دو۔ پس جو شخص (بظاہر) نماز تو قائم کرتا ہے مگر زکواۃ ادا نہیں کرتا۔ تو گویا اس نے نماز بھی قائم نہیں کی (کافی)

دیدہ بینا اور گوش شنوندہ رکھنے والوں کیلئے زکوۃ کی اہمیت وعظمت ظاہر کرنے کیلئے اتنی مقدار کافی وافی ہے۔ واللہ الموافق۔

وجوب زکواۃ کے شرائط

وجوب زکواۃ کی پانچ شرطیں ہیں اگر ان میں سے صرف ایک بھی نہ پائی جائے تو زکواۃ واجب نہ ہوگی۔

اول: بلوغ چونکہ نابالغ شرعی احکام کا مُکلّف نہیں ہے خواہ یتیم ہو اور خواہ غیر یتیم بہرحال اس پر زکواۃ واجب نہیں ہے اور بناء براشہر و اظہر اس سلسلہ میں نقدین (سونا، چاندی) غلات اور مویشی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اور جس حدیث میں یہ وارد ہے کہ طفل نابالغ کے غلات میں زکوۃ واجب ہے وہ بناء بر تحقیق تقیہ پر محمول ہے، وجوب زکوۃ کے سلسلہ میں جن چیزوں میں سال گزرنے کی شرط ہے جیسے نقدین اور مویشی تو بچہ پر ان میں زکوۃ اس صورت میں واجب ہوگی کہ بلوغ کے بعد ایک سال تک اس کے قبضہ میں رہیں۔ پس اگر وہ آخر سال میں بالغ ہوجائے تو علی الاظہر اس پر زکوۃ واجب نہ ہوگی۔

دوم: عقل بالاتفاق عقل شرط تکلیف ہے لہذا۔ مجنون (دیوانہ) پر زکوۃ واجب نہیں ہے اور بناء بر مشہور و منصور اس سلسلہ میں جنون کی ہر دو قسم یعنی "جنون مطبق" (جو مسلسل رہتا ہے) اور جنون ادواری (جس کے کبھی کبھار دورے پڑتے ہیں) میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ہاں البتہ

جن چیزوں میں سال کا گزرنا ضروری ہے۔ اگر ان کا نصاب سال بھر اس کے پاس رہے اور اس اثناء میں اسے جنون کا دورہ نہ پڑے تو پھر علی الاقرب زکوٰۃ واجب ہوگی۔

مسائل واحکام

مسئلہ①: اگر طفل نابالغ یا مجنون کا ولی و سرپرست ان کے مال سے ان کیلئے تجارت کرے تو اس صورت میں جو منافع بچے اور دیوانہ کو ملے گا۔ اس میں زکوٰۃ مُستحب ہے، جیسا کہ جناب محمد بن مُسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا یتیم کے مال میں زکوٰۃ ہے۔ فرمایا: لا نہیں۔ پھر فرمایا: الاان یتجرنه او یعمل به۔ مگر یہ کہ اس مال سے تجارت کی جائے یا کسی اور کاروبار میں لگایا جائے۔) کافی (اسی طرح مجنوں کے متعلّق بھی روایت موجود ہے۔

مسئلہ②: نابالغ (اور مجنوں) کا ولی (ناظر ونگران) جبکہ ملی (مالدار) ہو تو اسے شرعاً یہ حق حاصل ہے کہ ان کے مال کو بطور قرض وغیرہ اپنے ذمہ لے کر اس سے اپنے لیے تجارت کرے۔ اس صورت میں جو منافع حاصل ہوگا وہ ولی کا ہوگا اور اس صورت میں زکوٰۃ بھی اس پر مُستحب ہوگی۔

مسئلہ③: اگر یہ مال اپنے ذمہ لینے والا ولی نہ ہو۔ یا ولی تو ہو مگر ملی (مالدار) نہ ہو تو اس صورت میں اس کیلئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے اور اگر کرے گا تو وہ مال کا ضامن ہوگا اور منافع بہر حال بچہ اور دیوانے کو ہی ملے گا (علی اشکال فیہ) اور اس صورت میں زکوٰۃ کسی پر بھی مُستحب نہ ہوگی۔ تاجر پر اس لیے نہیں کہ مال اس کا نہیں اور بچہ وغیرہ پر اس لیے نہیں کہ تجارت ان کیلئے کی نہیں گئی۔ واللہ العالم

سیوم: آزادی، بالاتفاق غلام پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے اس میں کوئی فرق نہیں خواہ اس بات کے قائل ہوں کہ غلام مال کا مالک ہوسکتا ہے جیسا کہ بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے یا اس کے قائل ہوں کہ وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا بلکہ وہ خود اور جو کچھ اس کے قبضہ میں ہے اس کے آقا کی ملکیت ہے جیسا کہ مشہور ہے بہر نوع زکواۃ کے وجوب میں آزاد ہونا شرط ہے اور بناء بر مشہور اسلام میں غلام پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ ولو کان له الف الف درهم کما قال الصادق علیه السلام۔ اس سلسلہ میں غلام ''قن'' (خالص غلام) اور ''مدبر'' (جسے مالک کہہ رہے کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہوگا اور ''مکاتب'' جس کی قیمت مقرر کرکے مالک کہہ دے تو اپنی قیمت ادا کر کے آزاد ہوسکتا ہے۔ اور پھر مکاتب خواہ مشروط ہو جسے مالک کہہ دے کہ اگر ایک روپیہ قیمت سے باقی رہ گیا تو بدستور غلام رہے گا۔ یا غیر مشروط (کہ اپنی مقررہ قیمت کا جس قدر حصّہ ادا کرتا جائے گا اتنا آزاد ہوتا جائے گا۔) ہاں اس آخری صورت میں اگر اس کا کچھ حصّہ آزاد ہو جائے اور اس کے مال کا اتنا حصّہ جتنا اس کے آزاد حصّہ سے متعلّق ہے نصاب کی مقدار تک پہنچ جائے تو پھر زکوٰۃ کا وجوب بعید نہیں ہے۔ واللہ العالم

چہارم: ملکیت نصاب۔ لہٰذا جو شخص کسی چیز کا مالک نہیں یا مالک تو ہے مگر وہ نصاب سے کم ہے تو اس صورت میں اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ بناء بریں اگر کسی شخص کو کوئی چیز ہبہ

کی جائے یا کسی کے حق میں کوئی وصیت کی جائے یا کسی سے کوئی چیز قرض لی جائے یا کوئی چیز خریدی جائے تو جب تک یہ شخص اس چیز کو اپنے قبضہ میں نہیں لے گا اس وقت تک اس سال کا آغاز نہیں ہوگا اور وہ قرضہ میں لیا ہوا مال جو سال بھر تک اس کے پاس پڑا رہے تو اس پر اس کی زکواۃ واجب ہوگی ہاں البتہ اگر اس کی اجازت سے یا خود بخود اصل مالک اس مال کی زکوٰۃ ادا کر دے تو پھر اس سے اس کا وجوب ساقط ہو جائے گا۔

پنجم: اختیار تصرف یعنی ملکیت نصاب کے ساتھ وجوب زکوٰۃ میں یہ بھی شرط ہے کہ مالک اس مال میں عقلاً و شرعاً تصرف بھی کر سکتا ہو۔ لہٰذا چوری شدہ، گمشدہ یا وقف شدہ اور گروی کردہ یا دور دراز کے علاقہ والا وہ مال جو مالک کی دسترس سے باہر ہے اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ ہاں یہ دور والا مال اگر مالک کے ایسے مُعتمد نمائندے کے پاس ہو کہ یہ جب چاہے اس سے لے سکتا ہو تب اس کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

توضیح

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ جو شخص کسی شخص کو بطور قرضہ مال دے تو زکوٰۃ قرض لینے والے پر ہوگی۔ کیونکہ وقتی طور پر وہ مال قرضہ دینے والے کی ملکیت سے نکل کر قرضہ لینے والے کی ملکیت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس لیے اگر چند سال کے بعد قرضہ والا مال جب واپس ملے تو سال گزرنے کے بعد مالک کو صرف ایک سال کی زکوٰۃ ادا کرنا پڑتی ہے۔ لیکن جو کچھ کلام ہے وہ صرف اس صورت میں ہے کہ جس آدمی نے قرض لیا ہے وہ مالدار بھی ہے اور خوش معاملہ بھی۔ لہٰذا قرض دہندہ جب چاہیئے اس سے واپس لے سکتا ہے۔ مگر وہ عمداً نہیں لیتا۔ آیا اس صورت میں سال کے بعد اس پر اس مال کی زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہ؟

بعض فقہاء وجوب کے اور بعض استحباب کے قائل ہیں۔ مگر بعض کسی چیز کے بھی قائل نہیں ہیں اقویٰ یہ ہے کہ صرف مُستحب ہے۔ اس طرح ان اخبار کے درمیان جو بظاہر وجوب پر دلالت کرتے ہیں اور ان کے آثار کے درمیان جو عدم وجوب پر دلالت کرتے ہیں جمع ہو جاتی ہے۔ پہلی قسم جیسے عبدالعزیز کی روایت: سئلت ابا عبد الله علیه السلام عن الرجل یکون له دین دلی صاحبه وهو اذا اراد اخذه فعلیه زکوٰة۔ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جس نے لوگوں سے قرض لینا ہے (یعنی آیا اس پر اس مال کی زکواۃ واجب ہے؟) فرمایا: ہر وہ قرضہ جس کو مالک جب چاہے وصول کر سکتا ہے۔ مگر وہ خود وصول نہیں کرتا اس پر اس کی زکوٰۃ واجب ہے۔ اور دوسری قسم جیسے جناب علیؑ بن جعفر کی روایت وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس قرض کے متعلّق پوچھا جو مالدار قوم پر ہو کہ مالک جب چاہے لے سکتا ہے آیا اس پر زکوٰۃ واجب ہے؟ فرمایا: لا حتی یقبضه ویحول علیه الحول۔ نہیں حتی کہ اسے اپنے قبضہ میں لے اور سال گزر جائے (قرب الاسناد حمیری)......

نیز اگر غائب یا دفن شدہ مال چند سال کے بعد مل جائے تو مُستحب ہے کہ ایک سال کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے۔

باب التفسیر

یہودیوں کے جرائم اور ان کی سزاؤں کی مزید وضاحت

تحریر: آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین نجفی مدظلہ العالی موسس و پرنسپل جامعہ سلطان المدارس سرگودھا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

وَ رَفَعۡنَا فَوۡقَہُمُ الطُّوۡرَ بِمِیۡثَاقِہِمۡ وَ قُلۡنَا لَہُمُ ادۡخُلُوا الۡبَابَ سُجَّدًا وَّ قُلۡنَا لَہُمۡ لَا تَعۡدُوۡا فِی السَّبۡتِ وَ اَخَذۡنَا مِنۡہُمۡ مِّیۡثَاقًا غَلِیۡظًا ﴿۱۵۴﴾ فَبِمَا نَقۡضِہِمۡ مِّیۡثَاقَہُمۡ وَ کُفۡرِہِمۡ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَ قَتۡلِہِمُ الۡاَنۡۢبِیَآءَ بِغَیۡرِ حَقٍّ وَّ قَوۡلِہِمۡ قُلُوۡبُنَا غُلۡفٌ ؕ بَلۡ طَبَعَ اللّٰہُ عَلَیۡہَا بِکُفۡرِہِمۡ فَلَا یُؤۡمِنُوۡنَ اِلَّا قَلِیۡلًا ﴿۱۵۵﴾ وَّ بِکُفۡرِہِمۡ وَ قَوۡلِہِمۡ عَلٰی مَرۡیَمَ بُہۡتَانًا عَظِیۡمًا ﴿۱۵۶﴾ وَّ قَوۡلِہِمۡ اِنَّا قَتَلۡنَا الۡمَسِیۡحَ عِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ۚ وَ مَا قَتَلُوۡہُ وَ مَا صَلَبُوۡہُ وَ لٰکِنۡ شُبِّہَ لَہُمۡ ؕ وَ اِنَّ الَّذِیۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِیۡہِ لَفِیۡ شَکٍّ مِّنۡہُ ؕ مَا لَہُمۡ بِہٖ مِنۡ عِلۡمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَ مَا قَتَلُوۡہُ یَقِیۡنًا ﴿۱۵۷﴾ بَلۡ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیۡہِ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ عَزِیۡزًا حَکِیۡمًا ﴿۱۵۸﴾ وَ اِنۡ مِّنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤۡمِنَنَّ بِہٖ قَبۡلَ مَوۡتِہٖ ۚ وَ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ یَکُوۡنُ عَلَیۡہِمۡ شَہِیۡدًا ﴿۱۵۹﴾ فَبِظُلۡمٍ مِّنَ الَّذِیۡنَ ہَادُوۡا حَرَّمۡنَا عَلَیۡہِمۡ طَیِّبٰتٍ اُحِلَّتۡ لَہُمۡ وَ بِصَدِّہِمۡ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ کَثِیۡرًا ﴿۱۶۰﴾ وَّ اَخۡذِہِمُ الرِّبٰوا وَ قَدۡ نُہُوۡا عَنۡہُ وَ اَکۡلِہِمۡ اَمۡوَالَ النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ ؕ وَ اَعۡتَدۡنَا لِلۡکٰفِرِیۡنَ مِنۡہُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا ﴿۱۶۱﴾ (سورۃ النساء: ۱۵۴ تا ۱۶۱)

ترجمۃ الآیات

اور ہم نے ان سے (فرمانبرداری کا) پختہ عہد لینے کے لیے ان کے اوپر کوہِ طور کو بلند کیا، اور ہم نے ان سے کہا: سجدہ ریز ہو کر دروازہ (شہر) میں داخل ہو جاؤ، اور ان سے کہا کہ قانونِ سبت کے بارے میں زیادتی نہ کرو (حد سے نہ بڑھو) اور ہم نے ان سے پختہ عہد و پیمان لیا تھا۔ (۱۵۴)

سو (ان کو جو سزا ملی وہ) ان کے عہد شکنی کرنے، آیاتِ الٰہیہ کا انکار کرنے، نبیوں کو ناحق قتل کرنے اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں، بلکہ ان کے کفر کی وجہ سے اللہ نے ان کے (دلوں) پر مہر لگا دی ہے۔ اس لیے وہ بہت کم ایمان لائیں گے۔ (۱۵۵)

نیز ان کے ساتھ یہ جو کچھ ہوا، یہ ان کے کفر کی وجہ سے ہوا۔ اور جناب مریمؑ پر بہتان عظیم لگانے کی وجہ سے۔ (۱۵۶)

اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے خدا کے رسول مسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر دیا ہے۔ حالانکہ انھوں نے نہ انھیں قتل کیا، اور نہ سولی پر چڑھایا، بلکہ ان پر اصل معاملہ مُشتبہ کر دیا گیا۔ اور جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے (۱۵۷)

وہ یقیناً اس کے متعلق شک میں ہیں اور انھیں گمان کی پیروی کرنے کے سوا کوئی علم نہیں ہے۔ اور انھوں نے یقیناً ان کو قتل نہیں کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنی

طرف اٹھالیا، اور اللہ زبردست ہے، بڑا حکمت والا ہے۔(۱۵۸)

اور اہلِ کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں جو اپنی موت (یا ان کی موت) سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے، اور وہ قیامت کے دن ان کے خلاف گواہ ہوں گے۔(۱۵۹)

یہودیوں کے ایسے ہی مظالم اور زیادتیوں کی وجہ سے ہم نے وہ بہت سی پاکیزہ چیزیں ان پر حرام کر دیں، جو پہلے ان کے لیے حلال تھیں۔ نیز ان کے (لوگوں کو) اللہ کے راستہ سے بکثرت روکنے کی وجہ سے۔(۱۶۰)

اور ان کے سود لینے کے سبب سے، حالانکہ انھیں اس سے منع کیا گیا تھا، اور لوگوں کا ناحق مال کھانے کے باعث (یہ سب کچھ ہوا) اور ان میں سے جو لوگ کافر ہیں، ہم نے ان کے لیے دردناک عذاب مہیا کر رکھا ہے۔(۱۶۱)

تفسیر الآیت

قولھم علی مریم...... الآیۃ

یہود کے جن جرائم کی اوپر اجمالی فہرست پیش کی گئی ہے، یہ تو وہ ہے جس کا تذکرہ قبل ازیں سورہ بقرہ میں کیا جا چکا ہے۔ یہاں اس فہرست میں اضافہ کرتے ہوئے خداوند عالم ان لوگوں کے چند اور انتہائی گھناؤنے جرائم کا تذکرہ کر رہا ہے، جن میں پہلا جرم جناب مریم بتول پر بہتانِ عظیم باندھنا ہے۔ اگرچہ کسی بھی پاکدامن مرد یا عورت پر بہتان باندھنا گناہِ کبیرہ ہے، مگر خدائے تعالیٰ نے جناب مریم پر بہتان سازی کو کفر قرار دیا ہے۔ کیونکہ وہ خود بھی معصومہ ہیں اور ایک نبی معصوم کی مادرگرامی بھی ہیں، جس سے دونوں کی شخصیت مجروح ہوتی ہے۔

جناب عیسیٰؑ کی معجزانہ ولادت اور اس سے متعلقہ غیر معمولی واقعات کی تفصیل سورۂ مریم رکوع ۲ میں مذکور ہے کہ جب بن بیاہی جناب مریم کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو بی بی گھبرائیں کہ لوگوں کی طعن و تشنیع کا کیا جواب دیں گی؟ ارشادِ قدرت ہوا کہ جب کوئی زبان اعتراض دراز کرے تو آپ چپ رہنا اور نومولود کی طرف اشارہ کر دینا۔ چنانچہ آپ جب یروشلم پہنچیں تو لوگوں کا جم غفیر جمع ہو گیا، اور مختلف سوالات کی بھرمار کر دی۔ مگر جناب مریمؑ حسب الحکم خاموش رہیں اور نومولود بچے کی طرف اشارہ کر دیا۔ مطلب یہ تھا کہ مجھ سے نہ پوچھو کہ میں یہ بچہ کس طرح اور کہاں سے لائی ہوں، بلکہ اس بچے سے پوچھو کہ وہ کہاں سے آیا ہے؟

بپھرے لوگوں کے غصہ کا پارہ اور چڑھ گیا۔ بولے: کیف نکلم من کان فی المھد صبیا؟ بھلا ہم گہوارے میں لیٹے ہوئے بچے سے کس طرح پوچھیں؟ اس وقت چند گھنٹوں کے مولود مسعود نے بزبانِ فصیح جواب دیا: انی عبداللہ آتانی الکتاب و جعلنی نبیا۔ میں اللہ کا بندہ (خاص) ہوں، اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔ (سورۂ مریم رکوع ۲)

اس کے بعد معترضین کی زبانوں پر تالے لگ گئے اور جو زبانیں چند منٹ پہلے قینچی کی طرح چل رہی تھیں وہ بستہ ہو گئیں، اور اس طرح خدائے قدیر نے یہود کے اتہام کو بیخ و بن سے اکھیڑ کے پھینک دیا، اور مخالفین کو

ماننا پڑ گیا کہ جس ماں کا بچہ نبی ہو، وہ بدکار نہیں ہو سکتیں۔

وقولهم انا قتلنا...... الآیة

ان کا تازہ اور دوسرا جرم خدا نے یہاں یہ بیان کیا ہے کہ انھوں نے کہا کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ غلط کہتے ہیں۔ نہ انھوں نے آپ کو قتل کیا ہے اور نہ صلیب پر چڑھایا ہے بلکہ حقیقت حال ان کے لیے مُشتبہ کر دی گئی ہے اور جو لوگ اس سلسلہ میں اختلاف کر رہے ہیں وہ درحقیقت شک میں مُبتلا ہیں اور گمان کی پیروی کرنے کے سوا ان کے پاس کوئی علم نہیں ہے۔

وما قتلوہ...... الآیة

ہم جلد دوم میں سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر ۵۵ یا عیسی انی متوفیک کی تفسیر میں بڑی تفصیل کے ساتھ جناب عیسیٰ کی وفات پر گفتگو کر چکے ہیں اور وہیں اس مُتعلقہ آیت پر بھی مُختصر سا تبصرہ کیا جا چکا ہے کہ یہود جو کہ حضرت عیسیٰ کے ازلی دشمن ہیں، یہی کہتے تھے کہ ہم نے عیسیٰ کو قتل کر دیا اور صلیب پر چڑھا دیا۔ قرآن اعلان کر رہا ہے کہ نہ انھوں نے جناب عیسیٰ کو قتل کیا اور نہ ہی صلیب پر چڑھایا، بلکہ حقیقت حال ان لوگوں پر مُشتبہ کر دی گئی، اور خدا نے حضرت عیسیٰ کو آسمان پر اٹھالیا۔ اب صورتِ حال کس طرح مُشتبہ ہوئی؟ اس میں قدرے اختلاف ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ جب یہود حضرت عیسیٰ کو قتل کرنے کے لیے اکھٹے ہوئے تھے اور مکان کے اندر موجود تھے تو جناب عیسیٰ کے حواریین میں سے خدا نے کسی کو جناب عیسیٰ کا مشابہ بنا دیا اور ظالموں نے اسے سولی پر چڑھا دیا اور خدا نے جناب عیسیٰ کو زندہ آسمانوں پر اٹھالیا۔ مگر وہ سمجھے کہ انھوں نے جناب عیسیٰ کو مَصلُوب کر دیا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ یہود میں سے کسی یہودی کو جناب عیسیٰ کا ہم شکل بنایا گیا، اور انھوں نے اسے سولی پر چڑھا کر قتل کر دیا۔ اب رہی یہ بات کہ اس یہودی کا نام کیا تھا؟ طیطانوس یا یہودا؟ فریقین کی روایات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ جب قرآن صرف یہ کہہ کر کہ ان لوگوں نے جناب عیسیٰ کو نہ قتل کیا اور نہ سولی پر لٹکایا، بلکہ اصل حقیقت ان پر مُشتبہ ہوگئی، خاموش نظر آتا ہے اور روایاتِ صحیحہ ومتواترہ موجود نہیں ہیں، تو پھر ہمیں زیادہ باریکی میں جانے کی ضرورت کیا ہے؟ بس قرآنی ارشاد کے مطابق قادر مُطلق نے اپنی قدرتِ کاملہ سے جناب عیسیٰ کو زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ اور کسی اور شخص کو ان کا ہم شکل بنا دیا۔ جسے ظالموں نے سولی پر چڑھا دیا۔ اور بعد ازاں شک میں پڑ گئے کہ اگر ہم نے عیسیٰ کو سولی پر چڑھایا ہے تو وہ ہمارا آدمی کہاں ہے؟ اور اگر ہمارا آدمی سولی پر لٹکا ہے تو پھر عیسیٰ کہاں ہے؟

اس سلسلہ میں نصاریٰ کے بڑے فرقے تین ہیں۔

(۱) نسطوریہ (۲) ملکانیہ، اور (۳) یعقوبیہ

سب کے نظریات جدا جدا ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ جناب عیسیٰ کا ناسوت مصلوب ہوا اور لاہوت پہنچ گیا اور کوئی کہتا ہے کہ ناسوت کے ساتھ لاہوت بھی مصلوب ہوگیا وغیرہ وغیرہ۔ مگر خدا فرماتا ہے کہ ان کے پاس اس دعویٰ کی کوئی دلیل اور اس معاملہ میں کوئی علم موجود نہیں

ہے۔ وہ صرف ظن و گمان کی پیروی کر رہے ہیں۔

و ان الظن لا یغنی من الحق شیئا

ہم سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۵۵ کی تفسیر میں یہ بھی واضح کر آئے ہیں کہ اس رفع سے جناب عیسیٰ کے درجہ اور ان کی روحانی بلندی مراد نہیں ہے بلکہ اس سے ان کی حیات جسمانی کے ساتھ جسمانی بلندی مراد ہے۔ اگر یہ لفظ "رفع" تنہا ہوتی تو شاید اس احتمال کی کوئی گنجائش ہوتی، مگر جب یہ صلب اور قتل کی نفی کے مقابلہ میں استعمال ہوئی ہے تو پھر اس سے زندگی کی حالت میں رفع جسمانی ہی مراد ہو سکتی ہے۔ کما ہو واضح من ان یخفی

وان من اھل الکتاب ...... الآیۃ

قبل موتہ کی ضمیر میں قدرے اختلاف ہے۔ بعض مفسّرین نے اس کا مرجع اہلِ کتاب کو قرار دیا ہے کہ ہر اہلِ کتاب مرنے سے پہلے جناب عیسیٰ پر ایمان لا کر مرتا ہے اور اکثر نے جناب عیسیٰ کو اس کا مرجع قرار دیا ہے کہ آپ کے آسمان سے نزول کے بعد اور موت کی آغوش میں جانے سے پہلے جو اہلِ کتاب زندہ ہوں گے وہ آپ پر ایمان لا کر مریں گے۔ اس طرح یہ آیت بھی منجملہ دیگر شواہد و دلائل کے جناب عیسیٰ کی حیات پر ایک شاہد اور دلیل ہے کہ کچھ لوگ ان کے بارے میں افراط کرتے تھے اور بعض تفریط۔ مگر آپ کی وفات سے پہلے ان پر صحیح طور پر مُسلمانوں کی طرح ایمان لائیں گے اور جو ایسا نہیں کریں گے وہ قتل کر دیے جائیں گے۔

حتی لا تکون فتنۃ و یکون الدین للہ یہ اسی وقت ہوگا جب حقیقی دین اسلام کا غلبہ ہوگا، و لیظھرہ علی الدین کلہ اور تمام ادیان باطلہ حرف غلط کی طرح مٹ جائیں گے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ حضرت مہدیؑ کے ظہور اور جناب عیسیٰ کے نزول کے بعد ہوگا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت سے بھی اسی آخری قول کی تائید ہوتی ہے کہ قبل موتہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے کہ ان کی موت سے پہلے سب اہلِ کتاب آپ پر ایمان لائیں گے اور یہ تب ہوگا کہ جب حضرت مہدیؑ ظہور فرمائیں گے اور جناب عیسیٰ ان کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے۔ (تفسیر قمی)

فبظلم من الذین ...... الآیۃ

فرد جرم جو کہ آیت نمبر ۱۵۳ سے شروع ہوئی تھی یہاں تک بہت لمبی ہوگئی تھی۔ اور سلسلہ کلام بہت طویل ہوگیا تھا، تو خدا نے ان کے قدیم و جدید جرائم کی فہرست میں مزید چند جرائم کا اضافہ کر کے یہاں حکم سنایا ہے اور وہ مزید جرائم یہ ہیں:

① ان کی ظالمانہ روش و رفتار اختیار کرنے

② خود تو گمراہ تھے ہی اب دوسرے لوگوں کو بھی خدا کی راہ سے روکنے اور انھیں گمراہ کرنے

③ سود جیسی مُغلّظ حرام چیز کو لینے

④ اور ناحق لوگوں کا مال کھانے کی وجہ سے ان پر بہت سی حلال نعمتیں حرام قرار دے دی گئیں اور ان کے لیے دردناک عذاب مہیا کیا گیا ہے۔

وہ نعمتیں کونسی ہیں؟ اس کی وضاحت دوسری آیت

باقی صفحہ ۳۹ پر

باب الحدیث

صلہ رحمی کرنے کا ثواب اور فائدہ

تحریر: آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین نجفی مدظلہ العالی موسس و پرنسپل جامعہ سلطان المدارس سرگودھا

① حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا کہ: میں اپنی امت کے حاضرین اور غائبین اور ان کو جو ابھی باپوں کی صلبوں اور ماؤں کے رحموں میں ہیں قیامت تک وصیّت کرتا ہوں کہ وہ صلہ رحمی کریں اگر چہ رشتہ دار ایک سال کی مسافت پر بھی رہتا ہو۔ (اصول کافی)

② ابوبصیر حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: رحم (رشتہ داری) عرش اعظم کے ساتھ مُعلّق ہے اور بارگاہِ رب العزت میں عرض کرتا ہے: یا اللہ! جو شخص مجھ سے وصل کرے تو بھی اس سے وصل کر اور جو مجھ سے قطع رحمی کرے تو بھی اس قطع تعلّق کر۔ (اصول کافی)

③ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی عمر لمبی ہو اور رزق کشادہ ہو تو وہ صلہ رحمی کرے۔ (اصول کافی)

④ حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے، فرمایا: صلہ رحمی کرنا اعمال کو پاکیزہ بناتا ہے، مال بڑھاتا ہے، بلا و مصیبت کو ٹالتا ہے، حساب و کتاب کو آسان کرتا ہے اور عمر کو بڑھاتا ہے۔ (اصول کافی)

⑤ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: صلہ رحمی اور نیکی کرنا حساب و کتاب کو آسان بناتے ہیں، گناہوں سے بچاتے ہیں۔ لہٰذا برادری کے ساتھ صلہ رحمی کرو، اور اپنے بھائیوں کے ساتھ نیکی کرو، اگر چہ اچھے طریقہ سے سلام کرکے یا جواب دے کر بھی ہو۔ (اصول کافی)

⑥ انہی حضرت علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: ہم صلہ رحمی کے سوا کوئی ایسی چیز نہیں جانتے جو عمر کو بڑھائے۔ ایک آدمی کی عمر تین سال باقی ہوتی ہے مگر وہ صلہ رحمی کرتا ہے تو تین کو بڑھا کر تیس سال کر دیے جاتے ہیں اور ایک آدمی کی عمر تیس سال باقی ہوتی ہے مگر وہ قطع رحمی کرتا ہے تو اس کی عمر گھٹا کر تین سال کر دی جاتی ہے۔ (اصول کافی)

وفیہ کفایۃ لمن لہ ادنی درایۃ

سوال: عزاداری کی مثالی شکل اور خدوخال کیا ہے۔ اگر مروجہ رسومات جو علاقائی روایات کی مرہونِ منت ہیں، یکسر عزاداری سے باہر نکال دی جائیں تو عزاداری کی کیا شکل وصورت رہ جائے گی، جو رسومات وروایات سے پاک ہو اور خالصۃً عزاداری کہلا سکے۔ کیا ان رسومات سے اجتناب کر کے کوئی مومن عزادار کہلا سکتا ہے۔

جواب، باسمہ سبحانہ: عزاداری کی مثالی شکل و صورت اور اس کے خدوخال وہی ہیں جو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے لے کر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام تک ائمہ اہل بیتؑ کے ادوار میں تھے مثلاً مظلوم کربلا کی صف ماتم بچھائی جائے اور علاقہ کے اہلِ ایمان کو اطلاع دی جائے، اور مقررہ وقت پر کوئی خطیب ان مظالم، جو مظلوم کربلا پر ڈھائے گئے، اور ظالموں کو بے نقاب کرے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ امام عالی مقام کی شہادت کا مقصد بیان کرے اور جب یہ ثابت ہو جائے کہ آپ نے یہ سب کچھ دین اسلام کی بقاء اور امت محمدیہ کی فوز وفلاح کے لیے کیا ہے تو پھر دین اسلام کے اصول وفروع اور اس کے تعلیمات مقدسہ کا تذکرہ کیا جائے۔ جس میں بقدر ضرورت اہلِ بیتؑ کے فضائل اور ان کے دشمنان کے رذائل کا بھی تذکرہ کیا جائے اور سب سے بڑھ کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کیا جائے۔ سید الشہداءؑ کی عزاداری غلط رسوم وقیود اور جاہلی ادوار کی روایات کی محتاج نہیں ہے۔ اور اگر بعد والے ائمہ اور اہلِ ایمان عزادار حسینؑ کہلا سکتے تھے تو ہم کیوں نہیں کہلا سکتے۔ ع

حاجت مشاطہ نیست روئے دل آرام را

ہاں البتہ اگر عزادارانِ حسین جلوس نکالیں جس میں عزاداروں کا سادہ طرز میں مظلوم کربلا کے مصائب اور ظالموں کے ظلم کا تذکرہ کیا جائے، عامۃ الناس اور جلوس کو دیکھنے والے لوگ ظالم سے نفرت کریں اور مظلوم سے الفت تو یہ بات مقصد عزاداری کے لیے سونے پر سہاگا کا کام دے سکتی ہے۔ بشرطیکہ اس جلوس میں کسی منکر اور خلاف شرع کام کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ مثلاً خواتین نہ ہوں اور اگر ہوں تو باپردہ ہوں۔ نماز یا کسی دوسرے رکن دین کو ضائع نہ کیا جائے، بلکہ جب اور جہاں نماز کا وقت فضیلت داخل ہو جائے وہیں جلوس روک کر کربلا والوں کی تقلید وتاسی میں نماز ادا کی جائے۔ تاکہ عزاداری کی تاثیر دوبالا ہو جائے اور حق کو بول بالا اور باطل کا منھ ہمیشہ کے لیے کالا ہو جائے۔

نوٹ: اور اگر بعد مکانی وزمانی کی وجہ سے عزادار کوئی

شبیہ بنانا چاہیں جیسے روضہ سید الشہداءؑ کی شبیہ اور سرکار وفا کے علم کی شبیہ جو بے جان کی بے جان ہونے یا سرکار امام عالی مقام کے گھوڑے کی شبیہ ذوالجناح جو جاندار کی جاندار شبیہ ہونے کی بنا پر بنانا جائز ہے تو بنا سکتے ہیں، تاکہ واقعہ کربلا کو تمثیلی شکل میں پیش کیا جائے، بشرطیکہ ان پر کوئی حرام کام نہ کیا جائے جیسے سجدہ یا چڑھاوے اور منت وغیرہ۔

سوال: توکل کا صحیح مقام اور تعریف کیا ہے؟

جواب، باسمہ سبحانہ: توکل کا صحیح مفہوم سمجھنے میں اکثر لوگوں نے ہمیشہ ٹھوکر کھائی ہے۔ اکثر عوام یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کسی مقصد کے حصول کے لیے کوئی عملی جدوجہد نہ کرے بلکہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے اور خدا پر بھروسا کرے، جبکہ یہ بات غلط ہے۔ یہ عالم اسباب ہے۔ ہر چیز سبب و مُسبّب کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے۔ لہٰذا جب آدمی کوئی مقصد حاصل کرنا چاہے تو اس کے حصول کے جو اسباب ہیں ان کو فراہم کرے۔ مگر ان کو کامیابی کی کلید نہ سمجھے بلکہ اپنے خالق و مالک پر بھروسا کرے، اگر اس کو منظور ہو تو اسباب اپنا اثر دکھائیں گے، ورنہ سب کچھ دھرا رہ جائے گا۔ پس جدوجہد کرنے اور نتیجہ خدا کے حوالے کرنے کا نام توکل ہے۔ فعلی اللہ فلیتوکل المومنون۔ مومنوں کو اپنے اللہ پر توکل واتحاد کرنا چاہیے۔ ونعم ما قیل

گفت پیغمبرؐ باآوازِ بلند
بر توکل زانوئے اشتر ببند

☆

سائل: عابد حسین ممتر از حیدر آباد تھل

سوال: میں نے پڑھا ہے کہ امام حسن عسکریؑ نے مرتے دم اپنی مادر گرامی کو اپنا وصی قرار دیا تھا اور یہ کہ آپ نے کسی بیٹے کا نام نہیں لیا، اگر کوئی بیٹا ہوتا تو اپنی وصیت کے ضمن میں اس کا نام بھی درج کرتے تاکہ میراث سے محروم نہ رہے (انتقال کے بعد آپ کا مال والدہ اور بھائی میں تقسیم ہوا۔ اصول کافی)

جواب، باسمہ سبحانہ: یہ سب کارروائی شدت تقیہ اور امام وقت کے وجود مقدس کی حفاظت کی خاطر عمل پیرا ہوئی تھی۔

سوال: امام حسن عسکریؑ نے شادی کو کیوں مخفی رکھا، اس کی وجہ بیان کریں۔

جواب، باسمہ سبحانہ: امام نے اپنی شادی کو بالکل مخفی نہیں رکھا تھا۔ ع

یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی

سوال: امام زمانہؑ آج تک ظاہر دنیا پر حکومت کر رہے ہوتے یہ کیوں نہیں ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے ان کی ہر طرح حفاظت کر سکتا تھا۔

جواب، باسمہ سبحانہ: اللہ تعالیٰ اپنے کاموں کی مصلحت خود بہتر جانتا ہے، کیونکہ وہ علیم بھی ہے اور حکیم بھی۔ و لا یسئل عما یفعل و هم یسئلون۔ جب اس کی حکمت تقاضا کرے گی تو وہ امام کو حکم ظہور دے دے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

سوال: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی اپنی وصیت میں پانچ اشخاص میں منصور عباسی خلیفہ وقت

کو اپنا وصی مقرر کیا تھا۔ وضاحت فرمائیں۔

جواب، باسمہ سبحانہ: اس وقت شدت تقیّہ کی وجہ سے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ذات گرامی صفات کو سخت خطرات کا سامنا تھا۔ اس مقصد کی خاطر امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایسا کیا تھا، تاکہ یہ خطرہ ٹل جائے۔

سوال: واجب نماز پڑھ رہے ہوں، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کی کانوں میں آواز پڑ جائے تو قرائت روک کر درود پڑھ سکتے ہیں؟

جواب، باسمہ سبحانہ: نہ صرف پڑھ سکتے ہیں بلکہ ضرور پڑھنا چاہیے۔

سوال: اہلِ سنت کا عالم تقریر کر رہا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کھجوریں کھا رہے تھے۔ آپ کھجوروں کی گٹھلیاں زمین میں بوتے گئے اور صحابہ کرام کو فرمایا کہ آپ لوٹے سے پانی دیتے جائیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے کھجوریں بڑی ہو گئیں اور کھجوریں پک کر گرنے بھی لگیں۔

جواب، باسمہ سبحانہ: اگر کوئی ایسا معجزہ خدا نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس ہاتھ پر ظاہر فرمایا ہو، کیا اشکال ہے؟ جبکہ یہ بات طے شدہ ہے کہ معجزہ کا فاعل خدائے خبیر و قدیر ہوتا ہے اور ظاہر اس لیے کرتا ہے تاکہ ان کی صداقت پر مہر تصدیق لگ جائے۔ اس میں لوٹے سے پانی دینے والوں کا کوئی دخل عمل نہیں ہے۔ کما لا یخفیٰ

سائل: مظہر علی کھرل جھنگ صدر

سوال: نماز پنجگانہ کے نوافل میں صرف سورہ حمد پر اکتفا کر سکتے ہیں؟

جواب، باسمہ سبحانہ: ہاں، ایسا کرنا جائز ہے۔

سوال: تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیح اربعہ کا صرف ایک مرتبہ پڑھ لینا بھی کافی ہے؟

جواب، باسمہ سبحانہ: ہاں کافی ہے مگر احوط اور افضل یہ ہے کہ تین مرتبہ پڑھی جائیں۔

سوال: جن افراد پر نماز جمعہ ساقط ہے اگر وہ نماز جمعہ کے لیے مسجد میں پہنچ جائیں تو وہ جمعہ کی نماز کس نیّت سے پڑھیں؟ نماز جمعہ کے بعد نماز ظہر بھی پڑھنی ہوگی؟

جواب، باسمہ سبحانہ:

اگر خود بخود پہنچ جائیں تو پھر وجوب کی نیّت سے پڑھیں گے، اور اگر نماز جمعہ اپنے مقررہ شرائط کے ساتھ پڑھ لی جائے تو پھر نماز ظہر پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

سوال: میں نے سنا ہے کہ جو افراد جمعہ میں شریک نہیں ہو پاتے اور ظہر اور عصر کی نماز جمعہ کی نماز کے وقت میں ادا کرتے ہیں تو انھیں چاہیے کہ پہلی اور دوسری رکعت میں پڑھی جانے والی سورتوں کو بالجہر پڑھیں۔ کیا یہ درست ہے؟

جواب، باسمہ سبحانہ: نماز جمعہ تو بالاتفاق جہر کے ساتھ پڑھی جاتی ہے اور جو شخص جمعہ کے دن کسی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکے تو اس کے لیے نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں جہر کرنا مُستحب ہے۔ مگر عصر کی نماز میں ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

سوال: آسانی کی خاطر استبراء میں درمیانی انگلی کے علاوہ کسی اور انگلی کا استعمال کر سکتے ہیں؟

جواب، باسمہ سبحانہ: ہاں ایسا بھی کیا جاسکتا ہے۔

سوال: ہم جانتے ہیں تمام اعمال اور عبادات کو اللہ تعالیٰ کی رضا، خوشنودی اور قرب کے حصول کے لیے انجام دینا چاہیے۔ یہی عبادت کا اصل مقصد ہے۔ وضو، غسل اور نماز، روزہ وغیرہ کے عمل کو شروع کرنے کے لیے نیّت کی جاتی ہے۔ کتابوں میں بھی نیّت کے جملے کے الفاظ کو لکھ دیا گیا ہے۔ اور مولوی صاحبان سے بھی جب پوچھا جاتا ہے کہ (مثلاً) فجر کی نماز کی نیّت کیا ہے؟ تو وہ کہتے ہیں: ''دو رکعت نماز پڑھتا ہوں فجر کی واجب قربۃً الیٰ اللہ'' آپ نے اسلامی نماز میں نیّت کے بیان میں لکھا ہے کہ نیّت کے ان الفاظ کو زبان سے پڑھنا بالکل غلط ہے۔ یہ بات تو ہماری سمجھ میں آجاتی ہے۔ پھر آپ لکھتے ہیں کہ ان الفاظ کا دل اور دماغ میں تصور کرنا بھی نیّت نہیں ہے۔ وہیں نیّت کے بارے میں آپ لکھتے ہیں کہ نیّت کا تعلّق دل سے ہے۔ نیّت دل سے کی جاتی ہے۔ لہٰذا وضو ہو یا غسل، نماز ہو یا روزہ یا دیگر اعمال وعبادات، ان کی نیّت دل سے کرنی چاہیے۔ آپ کے نزدیک نیّت کے الفاظ کا دل اور دماغ میں تصور کرنا غلط ہے۔ جبکہ دل اور دماغ کا کام ہی تصورات پیدا کرنا ہے۔...... قبلہ محترم! سوال یہ ہے کہ (بغیر تصور کے) دل والی نیّت کیا ہے؟ اور کیسے کی جاتی ہے؟ برائے مہربانی جواب آسان الفاظ میں تفصیل کے ساتھ لکھّیں۔

جواب، باسمہ سبحانہ: نیّت کی مُختصر بحث اسلامی نماز میں اور اس کی تفصیل قوانین الشریعہ میں مذکور ہے۔ مُختصر یہ ہے کہ آدمی کس ارادہ سے نماز پڑھ رہا ہے، یا وضو و غسل کر رہا ہے؟

اس کا تعلّق آدمی کے دل و دماغ سے ہے کہ وہ یہ کام خدا کی خوشنودی کے لیے کر رہا ہے، یا لوگوں کو دکھانے کے لیے۔ ان لفظوں کے زبان سے ادا کرنے کا ان کا تصور کرنے سے نہیں ہے۔ ع

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

سوال: سر کا مسح کرتے وقت عرض کی بجائے تین انگلیاں جوڑ کر طول میں مسح کرنا بھی درست ہے جبکہ اس میں وضو کرنے والا اپنے لیے آسانی بھی سمجھتا ہو۔

جواب، باسمہ سبحانہ: ہاں ایسا کرنا بھی جائز ہے بس مسح کرنے کا نام صادق آئے تو یہ کافی ہے۔

سوال: پاؤں کا مسح کرتے وقت ہاتھ کی انگلیاں یا کوئی ایک انگلی زمین سے لگ جائے تو کوئی حرج تو نہیں ہے؟

جواب، باسمہ سبحانہ: نہیں، کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: بیٹی جو کہ شادی شدہ مگر بے اولاد ہے، اپنے باپ کی زندگی میں فوت ہوجاتی ہے، پھر کچھ عرصہ کے بعد باپ بھی فوت ہوجاتا ہے، وراثت میں اس مرحومہ بیٹی کا بھی حصّہ ہوگا۔ اگر ہوگا تو پھر اس کا وارث کون ہوگا؟

جواب، باسمہ سبحانہ: اس صورت میں اس لڑکی کی نصف جائداد کا وارث اس کا شوہر ہوگا اور نصف کے اس کے ماں باپ (اگر دونوں وارث نہ ہوں) یا کوئی ایک (صرف وہ زندہ ہو) مذکورہ صورت میں لڑکی کا کوئی حصّہ نہ ہوگا۔

سوال: باپ کے فوت ہوجانے کے بعد بیٹے مکان

باقی صفحہ ۳۹ پر

تحریر: علامہ سید ذیشان حیدر جوادی

فقہ کے معنی عربی زبان میں فہم اور سمجھ کے ہیں۔ قرآن مجید میں یہ لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ "لکن لا یفقھون تسبیحھم" کائنات کی ہر شے تسبیح پروردگار کررہی ہے۔ لیکن تمھیں ان کی تسبیح کا فقہ وفہم نہیں ہے۔

علماء کی اصطلاح میں فقہ دین کے مسائل کے تفصیلی اور استدلالی علم کا نام ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں: فقہ اکبر، جسے آج کی زبان میں علم کلام کہا جاتا ہے اور فقہ اصغر، جسے علم فقہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ علم فقہ اسلام کے فروعی احکام کے تفصیلی دلائل کو جاننے کا نام ہے اور فقہ عرف عام میں انہی احکام کے مجموعہ کو کہا جاتا ہے۔

فقہ جعفری کو سمجھنے کے لیے حسبِ ذیل نکات کا پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر اس فقہ کا امتیاز اور اس کی عظمت سمجھ میں نہیں آسکتی ہے۔

① فقہ جعفری صرف امام جعفر صادقؑ کی فقہ نہیں بلکہ تمام اہل بیت کرامؑ کے احکام کا مجموعہ ہے۔

② اس فقہ کے اعلم امام جعفر صادقؑ ائمہ مذاہب کی طرح مجتہد نہیں تھے، بلکہ پروردگار کی طرف سے احکام واقعی کے بیان کرنے والے تھے۔

③ اہل بیت کرامؑ سے تمسّک صرف ان کی ذاتی صلاحیت کی بناء پر نہیں ہوتا بلکہ حکم رسول اکرمؐ کی بنا پر ہوتا ہے جس نے اس تمسّک میں نجات کی ذمہ داری لی ہے۔

④ امام جعفر صادقؑ حضرت مالک وابو حنیفہ کے استاد تھے۔ اور استاد کی فقہ کے ہوتے ہوئے شاگرد سے تمسّک کرنا خلافِ عقل وانصاف ہے۔

⑤ فقہ جعفری کا مدرک قرآن حکیم، سیرت پیغمبرؐ اور ارشادات اہلِ بیتؑ طاہرینؑ ہیں، جنھیں قرآن کے ساتھ مُفسّرِ قرآن بناکر پیغمبر اسلامؐ چھوڑ گئے ہیں۔

⑥ فقہ جعفری میں قیاس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

⑦ فقہ جعفری میں عقل کا کام تعمیل احکام کی راہیں تلاش کرنا ہے، احکام سازی نہیں ہے۔

⑧ ائمہ معصومینؑ نے ہر دور میں حکومت الٰہیّہ کے قیام کی کوشش کی ہے اور اس وقت تک خاموش نہیں ہوئے جب تک کہ اس عمل کو ناممکن یا عارضی طور پر نامناسب نہیں خیال کیا۔

⑨ فقہ جعفری میں قیاس کی ضرورت اس لیے نہیں پڑتی کہ نبی اکرمؐ کے بعد نئے مسائل پیدا ہوتے تو حل کرنے والے اہل بیت طاہرینؑ موجود تھے اور وہ گھر کے حالات سے بہتر طور پر واقف تھے۔

⑩ فقہ جعفری کے اہم مدارک میں حدیث کے چار

مجموعے ہیں:

① کافی: محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ھ ۱۶۱۹۰ حدیثیں۔

② من لا یحضرہ الفقیہ: محمد بن علی بابویہ متوفی ۳۸۱ھ ۵۹۶۳ حدیثیں۔

③ تہذیب الاحکام: محمد بن الحسن الطوسی متوفی ۴۶۰ھ ۱۳۵۹۰ حدیثیں۔

④ استبصار: محمد بن الحسن طوسی متوفی ۴۶۰ھ ۵۵۱۱ حدیثیں۔

اس کے علاوہ احادیث کے اور مجموعے بھی ہیں، جن کے ہوتے ہوئے جدید ترین مسائل میں بھی قیاس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ قیاس کی ضرورت ان مُسلمانوں کو پڑتی ہے جن کے صحاح ستہ میں سے مکرر احادیث نکال دینے کے بعد صحیح مُسلم میں چار ہزار کے قریب اور صحیح بخاری میں اس سے بھی کم حدیثیں باقی رہ جاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ اتنے مُختصر مجموعے سے اتنے اہم مسائل حل نہیں کیے جاسکتے اور پھر اگر ان میں سے ضعیف اور غیر مُعتبر روایتیں الگ کر دی جائیں تو شریعت کی دنیا میں قیاس کے علاوہ کچھ باقی نہیں رہ جاتا۔

فقہ جعفری اور ہم

فقہ جعفری کے خُصوصیات، امتیازات اور اس کی حقانیت و برتری کا جائزہ لینے کے بعد ایک نظر اپنے حال زار پر ڈالنا بھی ضروری ہے اور یہ دیکھنا ہے کہ جس فقہ جعفری کی بقاء کے لیے ہم نے قربانیاں دی ہیں اور جس کی نسبت سے قوموں کے درمیان ہم نے اپنا امتیاز قائم کیا ہے، اس سے ہمارا رشتہ کیا ہے؟

یاد رکھیے! فقہ قانون بندگی و زندگی کا نام ہے۔ فقہ رضائے الٰہی کی تحصیل کا ذریعہ ہے۔ فقہ انسانی زندگی کا نظام ہے۔ کوئی انسان اپنی اسلامی زندگی علم فقہ کے بغیر نہیں گزار سکتا ہے اور کسی شخص کے لیے رضائے الٰہی کی تحصیل فقہ کے بغیر ممکن نہیں ہے تو کیا ہم اپنی پوری زندگی کا جائزہ لے کر بتا سکتے ہیں کہ ہم نے دین کے حلال و حرام، واجب و مُستحب، جائز و ناجائز، طاہر و نجس کو دریافت کرنے کے لیے زندگی کا کتنا وقت صرف کیا اور اس راہ میں کتنا سرمایہ خرچ کیا ہے؟

فقہ جعفری ہم سے دعوت و اجتماع اور جلسہ و جلوس کا مطالبہ نہیں کرتی، احکام خدا کے مطابق زندگی گزارنے کا مطالبہ کرتی ہے اور اس سلسلے میں ہماری کارگردگی صفر کے برابر ہے۔ ہم نے گھر کی تعمیر، فرنیچر کی فراہمی، دیواروں کے رنگ و روغن، عورتوں کے زیورات، راحت پسند زندگی، ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر جیسے مُہملات پر لاکھوں کا سرمایہ خرچ کیا ہے اور کسی ایک عالم کو بٹھا کر اپنی عبادات کی تصحیح، اپنے اعمال کی صحت کے لیے دس روپے بھی خرچ نہیں کیے ہیں۔ اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے لیے مدرس معین کرنے کا تصور بھی نہیں کیا ہے اور اگر کبھی سوچا ہے تو صرف یہ کہ بچوں کو قرآن شریف اور دینیات کی پہلی کتاب پڑھا دی جائے، فقہ آلِ محمد کا حق ادا ہو جائے گا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دین کے جملہ عبادات، معاملات، تجارت، زراعت و ملازمت، سیاست،

اقتصادیات، اجتماعیات، اخلاقیات سب دینیات کی پہلی کتاب میں موجود ہیں یا دینِ آلِ محمدؐ صرف آٹھ ورق کی کتاب کا نام ہے کہ ہر شخص اپنے بچوں کو ایک کتاب پڑھا کر خوش ہوگیا کہ اس نے فقہ جعفری کا حق ادا کر دیا ہے اور دس پیسے میں جنّت خرید لی ہے۔ جیسا کہ خود اپنے بارے میں سوچتا ہے کہ اصول دین اور فروع دین کو زبانی یاد کر لیا اور فقہ آلِ محمدؐ کا حق ادا ہوگیا۔

یاد رکھیے! ہماری ساری زندگی مُہمل، بے کار، اور بے مصرف ہے۔ اگر ہم نے زندگی کے ایک ایک قدم کیلئے قانون شریعت دریافت نہیں کیا اور اس کے مطابق زندگی نہیں گزاری۔ صادق آلِ محمدؐ کی نظر میں دینی احکام کا معلُوم کرنا اس قدر اہم ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص میرے اصحاب کو کوڑے مار کر انھیں علم دین حاصل کرنے پر آمادہ کرے تو مجھے کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ مجھے بے خبر اور بے عمل قسم کے چاہنے والے درکار نہیں ہیں۔ مجھے مولا اور آقا کہنے والوں کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے باعمل مخلصین درکار ہیں اور صاحبانِ معرفت اصحاب۔

علامہ طبرسیؒ فرماتے ہیں کہ امام زمانہؑ کے ظہور کے بعد حضرت جو طرزِ حکومت اختیار فرمائیں گے اس کا انداز یہ ہوگا کہ اگر کوئی بیس سال کا جوان علم دین اور احکام شریعت سے بے خبر پایا گیا تو اسے فی الفور تہ تیغ کر دیں گے۔ اس وقت مدرسہ قائم کر کے پڑھانے کا سلسلہ نہ ہوگا بلکہ بے خبری کی سزا کا سلسلہ قائم ہوگا۔ زمانہ غیبت زمانہ مہلت ہے۔ جسے ہوش میں آنا ہے وہ آجائے، اس کے بعد انجام بہت خراب ہے۔ انھیں اس بات کی فکر نہ ہوگی کہ ہم انھیں کیا کہتے ہیں اور کیا مانتے ہیں۔ انھیں صرف اس بات کی فکر ہے کہ ان کے دین، مذہب، مقصد اور احکام کے ساتھ ہمارا سلوک کیا ہے اور ان کی فقہ کو ہم نے کس قدر دریافت کیا ہے اور کس طرح عمل کیا ہے، ہمارے نوجوان جو صبح سے شام تک اپنے خیال میں مولاؑ کے خوش کرنے کا اِنتظار کرتے ہیں اور طریقہ وضو و غسل اور انداز نماز سے بھی باخبر نہیں ہیں کیا یہ نہیں سوچتے کہ آنے والا خوشامد پسند اور شہنشاہ نہیں ہے وہ دین کا ذمہ دار ہے، اسے نام کی فکر نہیں ہے کام کی فکر ہے۔ وہ خود مُختار نہیں ہے بندہ پروردگار ہے۔ کیا یہ نوجوان اس ذوالفقار حیدری کا احساس نہیں رکھتے جو امام کے ساتھ ایسے تمام بے خبر اور بے عمل افراد کا فیصلہ کرنے آرہی ہے۔

عزیزو! موقع غنیمت ہے، وقت باقی ہے، غیبت کے زمانہ کو ایک مہلت کا زمانہ تصور کرو اور اپنے دین کا علم حاصل کرو۔ اپنی نسل کو ان کا دین سکھاؤ۔ راحت طلب زندگی کا اثاثہ فروخت کر کے علم دین پر صرف کرو۔ قبر میں صوفہ سیٹ، زیورات اور ٹی وی نہیں جائے گا۔ قبر میں علم دین ہی کام آئے گا۔ مرکری لائٹ یہاں کے لیے ہے، وہاں کیلئے صرف احکام دین کی روشن کام آنے والی ہے۔

رب کریم سے التماس ہے کہ ہمیں اور ہماری بے خبر اور بے عمل قوم کو علم و عمل کی توفیق عنایت فرمائے اور ہمیں یہ موقع عطا کرے کہ امام عصرؑ کی ذوالفقار سے قتل ہونے کے بجائے ان کے انصار میں شامل ہوجائیں۔

والسلام علیٰ من اتبع الهدیٰ

باب المتفرقات

امام جعفر صادق کی شخصیت کا مُختصر جائزہ

ترجمہ : سید کفایت حسین

اسم گرامی: جعفر (علیہ السلام)

والدماجد اور اجداد: محمد الباقر (علیہ السلام) بن علی زین العابدین (علیہ السلام) بن امام حسین سید الشہداء (علیہ السلام) بن امیرالمومنین علی (علیہ السلام) بن محسن خاتم النبیین ابی طالب (علیہ السلام)

مشہور القاب: صادق، صابر، فاضل، طاہر، مصدق۔

کنیت: ابواسماعیل، ابوعبداللہ (اصول کافی میں آپ کا ذکر ابوعبداللہ ہی سے فرمایا گیا ہے۔)

مادر گرامی: محترمہ و مُعظّمہ ام فروہ بنت جناب قاسم بن محمد بن ابی بکر۔

تاریخ ولادت: ۱۷ ربیع الاول اتفاق کیا گیا ہے۔ مگر سال ولادت میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔ امام بخاری اور علامہ محسن الامین کے نزدیک سن پیدائش ۸۰ ھ بمطابق ۲۴ مئی ۶۹۹ء ہے۔ تہذیب الاسماء میں علامہ نوری نے اور وفیات الاعیان میں ابن خلکان نے اسی تاریخ کو اختیار کیا ہے۔ نیز العجالی اور الخشاب کے نزدیک بھی یہی زیادہ صحیح ہے۔ لیکن ثقۃ الاسلام جناب یعقوب کلینی اور شیخ مُفید علیہما الرحمہ کے مطابق ۱۷ ربیع الاول ۸۳ ھ مطابق ۲۶ اپریل ۷۰۲ء زیادہ صحیح ہے۔

تاریخ شہادت: ۱۴۸ھ مطابق ۷۶۵ء میں کوئی خاص اختلاف نہیں ہے مگر یوم وفات پر اتفاق نہیں ہوسکا ہے۔ بعض نے ۱۵ رجب اور اکثر نے ۱۵ شوال کو شہادت قرار دیا ہے۔

سبب شہادت: عباسی بادشاہ منصور دوانیقی نے عداوت کے باعث انگوروں میں زہر دے کر شہید کیا۔

مدفن: جنّت البقیع مدینہ منورہ میں اپنے والد ماجد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنے دادا سید سجاد امام زین العابدین علیہ السلام امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اور اپنی جدہ طاہرہ سدہ خاتون جنّت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے مزارات کے قریب دفن ہوئے۔ مگر عہد سعودیہ میں یہ تمام روضہ ہائے آل رسول مُنہدم کردیے گئے اور آج یہ قبور حسرت و یاس کی تصاویر بنی امت کی غیرت کا مُنھ دیکھ رہی ہیں۔

ددھیال و ننھیال:

یقیناً امام جعفر صادق علیہ السلام کے ددھیال بے مثل و بے نظیر تھے۔ خانوادۂ رسالت و امامت کا ثانی کون ہوسکتا ہے۔ مگر ننھیال بھی کم نہ تھے۔ مادر گرامی جناب ام فروہ علمی معدن کا درنایاب تھیں۔ آپ کے نانا قاسم اسلام کے عظیم فقیہ تھے اور اس فرزند اسلام جناب

محمد بن ابی بکر کے نور چشم تھے، جن کو باب مدینۃ العلم علی المرتضیٰ علیہ السلام کی آغوش تربیت نصیب ہوئی تھی اور علیؑ ان کو اپنا بیٹا کہتے تھے۔ آپ کے ماموں جناب عبدالرحمٰن بن قاسم کا علمی مرتبہ بھی بہت بلند تھا اور فقہائے مدینہ میں انتہائی ممتاز مقام کے حامل تھے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام خانوادۂ رسالت اور سلسلہ ائمہ اہل بیت رسول کے چھٹے امام ہیں۔ اور یہی وہ سلسلہ "امامت حقہ" ہے جس کی خلیل خدا جناب ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کے لیے تمنا و آرزو کی تھی اور پروردگار نے "لا ینال عھد الظالمین" کی شرط کے ساتھ یہ خواہش پوری کر کے امامت منصوص من اللہ اور عصمت کی طرف بلیغ اشارہ کیا تھا۔

عہدِ امامت:

فرزند رسول امام جعفر صادق علیہ السلام وہ شخصیت ہیں جن کو امامت حقہ کے دونوں دشمن خاندانوں سے واسطہ پڑا۔ یعنی بنی امیہ اور بنی عباس سے سابقہ ہوا۔ آپ نے اموی شوکت و جبروت اور عباسی شہنشاہیت کا قہر و قبلہ دونوں کو دیکھا۔ اموی خون آشامیوں کو بھی ملاحظہ فرمایا اور عباسی سفاکیوں کا بھی نظارہ کیا۔ آپ نے اموی عہد کی آخری ہچکیاں سنیں اور ان کے اقتدار کو دم توڑتے ہوئے دیکھا کہ استبدادی تخت و تاج کس طرح ٹھوکروں کا کھلونا بن گئے۔ سنہ ۱۳۲ھ سے قائم اموی سلطنت کا چراغ آخر کار گل ہوا اور ظالم حکومت اپنے انجام کو پہنچ گئی۔ جابر حکمران اپنے ظلم و جور اور جبر و استبداد ختم کر کے خود تو زمینی کیڑے مکوڑوں کی خوراک بن گئے مگر اپنی چیرہ دستیوں کے بدلے اپنی نسلوں کو گروی رکھ گئے۔ کعبۃ اللہ کی تاراجی، مدینۃ الرسول کی تباہی و بے حرمتی، امام حسینؑ مظلوم کا بے خطا قتل، اسلامی آئین کی پامالی اور شرعی قوانین کی توہین وغیرہ ایسی شنیع باتیں تھیں جو ملت مُسلمہ کے ضمیر کو لحظہ لحظہ جھنجھوڑ رہی تھیں۔ جلدی یا دیر سے بہر حال امت کی غیرت بیدار ہوئی۔ مُسلمانوں پر اثر ہوا اور بھرپور ہوا کہ مردہ بولے تو کفن پھاڑے۔ اب امویوں کے لیے کوئی جائے پناہ نہ تھی۔ سر چھپانے کا ٹھکانا ملنا تو بڑی بات ہے لوگوں نے پرانے مردے اکھاڑنے شروع کیے اور قبروں تک کو کھدوا دیا گیا۔

بنی عباس جنھوں نے موقع کی نزاکت سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور آل رسول کے نام اور "ثارات الحسین" کے نعرہ پر انقلاب کو ہوا دی۔ اور "محبّت اہل بیت" کی نقاب اوڑھ کر سامنے آئے تا کہ تخت و تاج حاصل کرنے میں آسانی ہو مگر جب اقتدار مل گیا تو اپنے کرتوت میں بنی امیہ سے بھی بازی لے گئے اور اموی و عباسی دونوں کے انداز حکمرانی میں کوئی فرق باقی نہ رہا۔ جس طرح بنی امیہ کے زمانے میں اہل بیت رسول پر ظلم و تشدد ہوتا رہا، اسی طرح بنو عباس کے عہد کی سفاکیاں جاری رہیں۔ ائمہ اہل بیتؑ پہلے بھی نشانہ ستم بنے رہے اور اب تو جور و جفا میں اور اضافہ ہو گیا۔ دونوں ادوار میں قانون کی بالا دستی نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ حاکم کے مُنھ سے نکلے ہوئے کلمات گویا حرف آخر ہوتے تھے۔ مفتیانِ دین اور قاضیانِ شرع متین اپنی عزت و ناموس اور جانوں کا تحفظ اس بات میں محسوس کرتے تھے کہ سلطان وقت کے اشارہ ابرو کو سمجھیں اور اس پر بلا حیل و حجت عمل کریں۔

جابر بادشاہ کے احساسات اور جذبات کے موافق فتوے جاری کریں۔ ورنہ کوڑے کھانے کے لیے تیار رہیں۔ کسی صاحب دستار عالم وفاضل کے سر کو پھوڑ دینا اور معزز شہری کو بلا قصور قید وبند کی صعوبت میں مُبتلا کر دینا تو معمُولی واقعات تھے۔

کیا ایسے فتنہ انگیز دور میں رسول صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسند شریفہ پر بیٹھ کر اسلام کی صحیح ترویج اور دین کے محکم فیصلوں کا صادر کرنا آسان کام تھا؟ یہی وجہ تھی کہ ائمہ اہل بیت کو کام کرنے کا موقع ہاتھ نہ لگ سکا۔ کیونکہ ان کی تو خُصوُصی طور سے کڑی نگرانی کی جاتی تھی۔ البتّہ صرف امام جعفر صادق علیہ السلام کو غنیمت کے طور پر تھوڑا سا وقت مل گیا۔ وہ بھی اس لیے کہ امویوں کو اپنے اقتدار کے جانے کی پڑ گئی اور عباسیوں کو اپنی کرسی بچانے کی، جب دونوں کو اپنی پڑی تو امام برحق کو موقع مل گیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشن "کتاب وحکمت کی تعلیم" کو فروغ اور وسعت دیں۔

یوں تو ہر امام نے اپنے وقت میں اپنے فرائض امامت کما حقہ انجام دیئے۔ بالخصوص واقعہ کربلا سے امیرالمومنین امام علی علیہ السلام اور جوانانِ جنّت کے دونوں سردار حضرات حسنین شریفین علیہما السلام کے کارہائے نمایاں اور مسند علم وفقہ پر متمکن رشد وہدایت کے فیوض سے کون واقف نہیں ہے۔ ان کا تو ذکر ہی بلند ہے، ان سے وابستہ ہوجانے والے غلام وکنیزیں علمی مراتب میں اپنی مثال نہیں رکھتی ہیں۔ کربلا کے مصائب اور خونچکاں حادثات کو برداشت کرنے کے بعد امام زین العابدین علیہ السلام کا دین اسلام کی خدمت پر کمر بستہ ہوجانا بھی انوکھی نظیر ہے۔ صحیفہ سجادیہ جسے زبور آل محمدؑ کہا گیا ہے حضرت سجاد کے علمی آثار کا ایک ممتاز نمونہ ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام وہ کوہ علم ہیں جس کی بلندیوں تک انسانی نگاہیں پہنچنے سے قاصر ہیں۔ وہ ایسی ذی وقار شخصیت ہیں جن کے در پر بڑے بڑے عالم اور نابغہ روزگار جبہ رسائی کیے بغیر اپنے آپ کو نامکمل اور ادھورا تصور کرتے تھے۔ آپ کا لقب "باقر" اسی لیے ہے آپ بات سے بات پیدا کرتے اور علم کو شگافتہ کر کے اس کی کنہ اور حقیقت سے دنیا کو روشناس کراتے اور ایسے مسائل بیان فرماتے جو وارث قرآن الحکیم ہی بیان کر سکتا ہے۔ آپ کا شریعت کدہ علم کا مرکز اور حکمت کا عظیم منبع اور سرچشمہ تھا۔ جس سے ایک عرصہ تک دنیا فیض حاصل کرتی رہی اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی اپنے والد معظّم کے مکتب میں حاضری دی۔ جن کو دوسرے اماموں کے مقابلے میں نشر علوم کا زیادہ موافق وقت مل گیا۔

جسٹس امیر علی اپنی تاریخ عرب میں لکھتے ہیں کہ "اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اس دور میں علم کا انتشار (پھیلاؤ) اس حد تک ہوا کہ انسانی فکر کا جمود ختم ہوگیا اور فلسفی مسائل ہر ہر محفل میں زیر بحث آنے لگے۔ لیکن یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ اس پوری علمی تحریک کے قائد اکبر علیؑ بن ابی طالبؑ کے فرزند امام صادقؑ تھے۔ جن کی فکر وسیع، نظر عمیق اور جنھیں ہر علم میں کامل دستگاہ حاصل تھی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ اسلام کے تمام مکاتب فکر کے موسس اور بانی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

آپ کی مجلس بحث ودرس میں صرف وہی حضرت نہ آتے تھے جو بعد میں امام مذہب بن گئے، بلکہ تمام اطراف سے بڑے بڑے فلاسفرا استفادہ کرنے کے لیے حاضر ہوتے تھے"۔

رفیقہ حیات

امام جعفر صادق علیہ السلام کی صرف ایک زوجہ تھیں، جن کا اسم گرامی "فاطمہ" تھا۔ ایک روایت ہے کہ آپ (فاطمہ) حضرت حسین بن علی بن امام حسین علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں اور شیخ مفید علیہ الرحمہ کے نزدیک یہی صحیح ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ فاطمہ بنت حسین الاثرم بن حسن تھیں۔

اولاد

آپ کے سب سے بڑے فرزند حضرت اسماعیل تھے، جن کا آپ کی زندگی میں ہی انتقال ہوگیا تھا۔ دوسرے عبداللہ اور بیٹی ام فروہ۔ تیسرے فرزند امام موسیٰ کاظم، چوتھے اسحاق، پانچویں محمد (۳، ۴، ۵ کی والدہ حمیدہ خاتون تھیں جو بربریہ تھیں) ان کے علاوہ عباس، علی، اسماء، فاطمہ مختلف البطن تھیں۔ گویا سات بیٹے اور تین بیٹیاں۔

مشہور اصحاب اور شاگرد

چار ہزار سے زیادہ عظیم ترین افراد اور ہستیاں آپ کے حلقہ علم و ارادت سے منسلک تھیں، ان کی فہرست باقاعدہ موجود ہے۔ اس وقت چند مشہور شخصیتوں کا تذکرہ اور اسماء درج ذیل ہے۔ جو علم و فضل میں ممتاز تھے۔

(۱) ابن ابن تغلب (۲) اسحاق بن عمار
(۳) ابوالقاسم برید بن معاویہ عجلی
(۴) ثابت بن دینار (۵) ابوحمزہ ثمالی
(۶) مالک بن انس (۷) سفیان ثوری
(۸) سفیان بن عیینہ (۹) فضل بن عیاض
(۱۰) شعبہ بن حجاج (۱۱) حاتم بن اسماعیل
(۱۲) حفص بن غیاث (۱۳) ابراہیم بن محمد
(۱۴) ابوالمنذر زہیر بن محمد (۱۵) حماد بن زیاد
(۱۶) زرارہ بن اعین شیبانی (۱۷) ابومحمد صفوان بن مہران
(۱۸) ہشام بن الحکم (۱۹) معلّٰی بن خنیس
(۲۰) مفضل بن عمرو (۲۱) بکر الشیبانی
(۲۲) جابر بن حیان (۲۳) امام اعظم ابوحنیفہ وغیرہم

بادشاہان وقت

اموی: (۱) عبدالملک (۲) ولید بن عبدالملک (۳) سلیمان بن عبدالملک (۴) عمر بن عبدالعزیز (۵) یزید بن عبدالملک (۶) ہشام بن عبدالملک (۷) ولید بن عبدالملک ثانی (۸) یزید ناقص (۹) ابراہیم بن ولید (۱۰) مروان بن محمد (۱۱) عباسی ابوالعباس السفاح (۱۲) ابوجعفر منصور۔

شعراء

(۱) السیّد الحمیری (۲) الکمیت
(۳) ابوہریرہ الابار (۴) اشجع السلمی العبدی۔

دربان

(۱) محمد بن سنان (۲) مفضل بن عمرو

تصانیف و تالیفات

(۱) رسالہ عبداللہ بن النجاشی (۲) رسالہ مروی عن الاعمش
(۳) توحید مفضل (۴) کتاب
(۵) کتاب مصباح الشریعت مفتاح الحقیقت
(۶) رسالہ الی اصحاب

⑦ رسالہ بیان غنائم وجوب الخمس
⑧ رسالہ الی اصحاب الرائے والقیاس
⑨ وصیت لعبد اللہ بن جندب
⑩ وصیت لابی جعفر بن النعمان الاحول
⑪ نثر الدرر
⑫ کلام دربیان محبت اہل بیت، توحید، ایمان، اسلام، کفر و فسق۔
⑬ وجوہ معایش العباد و وجوہ اخراج الاموال
⑭ رسالہ فی احتجاج علی الصوفیہ
⑮ کلام در خلق و ترکیب انسان
⑯ مختلف اقوال حکمت و آداب
⑰ نسخہ (اس کا ذکر نجاشی نے اپنی کتاب الرجال میں کیا ہے)
⑱ نسخہ (جس کو عبداللہ بن ابی اویس بن مالک بن ابی عامر الاصحی نے بیان کیا ہے)
⑲ نسخہ (جو سفیان بن عیینہ سے مروی ہے)
⑳ نسخہ (جو ابراہیم بن رجاء الشیبانی سے مروی ہے)
㉑ کتاب (جو جعفر بن بشیر البجلی کے پاس تھی)
㉒ کتاب رسائل (جو آپ کے شاگرد جابر بن حیان الکوفی سے مروی ہے۔)
㉓ تقسیم الرویاء

مزید مطالعہ کے لیے اعیان الشیعہ کا مطالعہ کیا جائے

☆

باب المتفرقات

فتنۂ تکفیر مُسلمین کے اسباب اور اُن کا سدّباب

تحریر: آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین نجفی مدظلہ العالی موسس و پرنسپل جامعہ سلطان المدارس سرگودھا

جس طرح یہ بات ہر قسم کے شک وشبہ سے بلند و بالا ہے کہ تمام ادیانِ عالم میں سے صرف اسلام ہی خداوند عالم کے نزدیک پسندیدہ اور قابلِ قبول دین ہے (ان الدین عنداللہ الاسلام) اسی طرح یہ حقیقت بھی ناقابلِ انکار ہے کہ تمام اقوام عالم میں سب سے زیادہ گئی گزری قوم امت مُسلمہ ہے اور اس امت کے ملاں ننگ اسلام ہیں۔ جب ان ملاؤں نے جناب ڈاکٹر اقبال پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا تو موصوف نے جواب میں کہا تھا:

مجھ کو تو سکھادی ہے افرنگ نے زندیقی
اِس دَور کے ملاں ہیں کیوں ننگ مُسلمانی

ان کا ہر قول اور ہر فعل اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔

مثلاً: اسلام کہتا ہے کہ کافروں کو مُسلمان بناؤ، تو یہ مُسلمانوں کو کافر بناتے ہیں۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ سب مُسلمان بھائی بھائی ہیں، اگر کبھی ان کے درمیان شکررنجی ہوجائے تو لڑنے والوں کے درمیان صلح وصفائی کراؤ۔ مگر یہ ننگ اسلام نے ہوئے بھائیوں کو لڑاتے ہیں اور اسلام کا یہ حکم ہے کہ جو لوگ شادی شدہ نہیں ہیں ان کا نکاح کراؤ، جبکہ ان ملاؤں کا محبوب مشغلہ لوگوں کے نکاح تڑوانا ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس

قیاس کُن زِ گُلستانِ من بہار مرا

وقت کا تقاضا

اس وقت اسلام اور مُسلمان جس نازک دور سے گزر رہے ہیں، اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ جس طرح تمام دُشمنانِ اسلام، کیا یہود اور کیا ہنود، کیا نصاریٰ اور کیا مجوس وغیرہ اسلام اور مُسلمانوں کے خلاف متحد اور صف آراء ہو چکے ہیں، اسی طرح تمام مُسلمان بلا تفریق مذہب ومسلک متحد ہوتے اور دُشمنانِ اسلام کے مذموم عزائم کو خاک میں ملاتے، مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ: ع

اے بسا آرزو کہ خاک شُدہ

مُلّاؤں کا کِردار

اس کے برعکس یہی ملاں آج انہی جزوی مسائل میں اُلجھ کر اور مُسلمانوں کو اُلجھا کر اپنے تئیں کمزور بنا رہے ہیں اور ان کو اغیار کے لیے لقمہ تر بنا رہے ہیں۔ ارشادِ قدرت ہے:

وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَ تَذْهَبَ رِيحُكُمْ (سورۃ الانفال: ۴۶)

آپس میں اختلاف نہ کرنا، ورنہ کمزور پڑ جاؤ گے۔ اور تمھاری عزت وعظمت جاتی رہے گی۔

مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ تنگ نظر اور کنوئیں کے مینڈک گردوپیش کے حالات سے آنکھیں بند کر کے اپنے ذاتی مفادات کے خول سے باہر نکلنے اور

ملک وملت کے مفاد میں کام کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

سچ ہے کہ: ع

فکر ہر کس بقدرِ ہمتِ اوست

ان لوگوں کی روش و رفتار کا ایک نمونہ

جہاں ملک خداداد مملکت پاکستان کے علماء وزعماء اتحاد اسلامی کے لیے رواں دواں اور کوشاں ہیں، وہاں یہ فتنہ پرور بھی اپنی کج رفتاری میں مشغول ہیں۔ چنانچہ پچھلے دنوں ڈاکٹر اسرار نے امیرالمومنین و امام المتقین حضرت علی علیہ السلام کے خلاف ہرزہ سرائی کرکے کروڑوں مسلمانوں کی دل آزاری کی اور خرمن امن کو آگ لگانے کی ناپاک جسارت کی تو سنی و شیعہ علماء و زعماں نے تقریر وتحریر کے ذریعے اس کی اس جسارت کا اس طرح نوٹس لے لیا کہ موصوف کو معذرت کرنے کے سوا کوئی راستہ نہ ملا۔ انہی مجاہد علماء مین سے ایک بالغ النظر عالم، اتحاد اسلامی کے داعی خطیب اسلام اور محبوب الفریقین جناب ڈاکٹر طاہر القادری مدظلہ بھی تھے، جنھوں نے ٹیلی ویژن پر دو گھنٹے کی جامع ومانع تقریر کرکے ڈاکٹر اسرار کا اس طرح ناطقہ بند کیا کہ اس کے لیے نہ جائے ماندن رہی اور نہ پائے رفتن۔ اور اس طرح ڈاکٹر صاحب نے یہ حقیقت بھی بیان کی کہ "مکتب اسلام کے حقیقی ترجمان دو فرقے ہیں: (۱) اہلسنّت (۲) اہلِ تشیّع۔ اور باقی چھوٹے چھوٹے فرقے اور مسالک انہی دو بڑے فرقوں سے نکلے ہیں"۔

یہ وہ کھلی ہوئی حقیقت ہے جس کا کوئی صحیح الدماغ اور باخبر انسان انکار نہیں کرسکتا۔ مگر اس کا کیا علاج کہ: ع

ہُنر اُست سعدی و در چشم عداوت خار

جناب ڈاکٹر صاحب کی یہ تقریر بعض ناصبیوں اور خارجیوں کی آنکھوں کا کٹر بن گئی۔ اور ان کی باسی ہانڈی میں اس طرح ابال آیا کہ پورے پندرہ صفحات پر مشتمل ایک "خارجہ نامہ" شائع کردیا۔ جس کا عنوان ہے: "مکتوب بخدمت عہدیداران اور اراکین و وابستگان تحریک منہاج القرآن پاکستان" جو کسی "بندہ ناچیز فقیر قادری ابوالحسن محمد یعقوب رضوی غفرلہ" کے قلم غلط رقم کا نتیجہ ہے۔ جو ہمیں جامعۃ المنتظر لاہور سے موصول ہوا ہے جس میں دو چیزوں پر زور دیا گیا ہے۔ ایک یہ کہ شیعہ مُسلمان نہیں ہیں اور دوسری یہ کہ اسلام کا ناجی فرقہ اہلسُنّت ہے۔ ہاں ضمناً یہ بھی بیان کیا ہے کہ: "اسلام فرقہ بندی کو قبول نہیں کرتا" یہ ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام فرقہ بندی اور فرقہ سازی کو پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ

شجر ہے فرقہ آرائی تعصّب ہے ثمر اس کا
یہ وہ پھل ہے جو جنّت سے نکلواتا ہے آدم کو

مگر اس کا کیا علاج کہ اسلام میں فرقہ بندی ہوگئی اور ہوچکی ہے اور ایک اسلام کے آج تہتّر اسلام بن چکے ہیں۔ جس کا کوئی شپرہ چشم (چمگادڑ) ہی انکار کرے گا۔ اور یہ حقیقت بالکل ناقابلِ انکار ہے کہ اسلام کے بڑے ترجمان صرف دو ہی عظیم فرقے ہیں۔ اہلِ تشیّع، اہلِ سنت۔

اسلام میں فرقہ بندی کا واحد سبب

اس افتراق امت کے علل و اسباب کی فہرست خاصی طویل ہے۔ چنانچہ فاضل شہرستانی نے اپنی کتاب

"الملل والنحل" میں اس کے پورے گیارہ سبب درج کیے ہیں۔

اسی طرح صاحبِ "دبستان المذاہب" اور علامہ ابن حزم ظاہری نے بھی اپنی "الفصل" میں متعدد اسباب گنوائے ہیں۔ لیکن بنظر انصاف حالات کا جائزہ لیا جائے تو اس کا واحد سبب پیغمبر اکرم ﷺ کے بعد امت کا اہلِ بیت نبوت کے دامن کو چھوڑنا ہے، جبکہ آنحضورؐ نے فرمایا تھا: "اهل بيتي امان لامتي من الاختلاف فاذا خالفته قبيلة صارت حزب ابليس" میرے اہلِ بیت میری امت کے لیے ہر قسم کے اختلاف سے بچنے کا باعث ہیں۔ پس جب بھی کوئی قوم و قبیلہ ان سے اختلاف کرے گا تو وہ ابلیس کا گروہ بن جائے گا۔ (صواعق محرقہ)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس کا تسلّط زیادہ تر انہی لوگوں پر ہوتا ہے جنھوں نے دامن آلِ محمدؐ کو چھوڑ دیا ہے۔ وان عبادی لیس لك علیهم سلطان۔

تکفیر شیعہ کا فتنہ

قدیم الایام سے مُفسد اور فتنہ پرور ملاؤں کا محبوب مشغلہ رہا ہے کہ وہ مُسلمانوں کو بالعموم اور شیعیانِ حیدرِ کرار کو بالخصوص کفر سازی کا نشانہ بناتے رہے ہیں، جس کی تفصیلات رسالہ "کافرگری" میں دیکھی جاسکتی ہے۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغِ قبلہ نما آشیانے میں

قبل اس کے کہ مُفسد ملا ابوالحسن محمد یعقوب رضوی کے اس مُفسدانہ فتویٰ کا پوسٹ مارٹم کیا جائے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ بتادیا جائے کہ اسلام کیا ہے؟ مُسلمان کون ہے؟ اور مُسلمان کو کافر کہنے والے کا مقام کیا ہے؟

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم بارگاہِ رسالت میں حاضر تھے کہ ایک شخص نے دوزانو بیٹھ کر آنحضور ﷺ سے سوال کیا کہ: "اسلام کیا ہے" آپؐ نے فرمایا: "ان تشهد ان لا اله الا الله و ان محمداً رسول الله و تقيم الصلوة و تؤتي الزكوة و تصوم شهر رمضان و تحج البيت ان استطعت اليه سبيلا......"

(بخاری پ ۱ ص۲۶، کتاب الایمان مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان فصل اول ج ۱ ص ۷)

اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے اور حضرت محمد ﷺ اس کے رسول ہیں اور یہ کہ نماز پڑھو، زکوٰۃ ادا کرو، ماہِ رمضان کے روزے رکھو اور اگر استطاعت ہو تو حج بھی کرو۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسلام کے اس میزان پر کیا شیعہ پورے نہیں اترتے؟

مسلمان کون ھے؟

جناب انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: "من صلیٰ صلوتنا، و استقبل قبلتنا و اکل ذبیحتنا فذالك المسلم الذی له ذمة الله و ذمة رسوله" جو شخص ہماری نماز پڑھے، ہمارے قبلہ کی طرف مُنھ کرے اور ہمارے ذبیحہ کو کھائے وہ مُسلمان ہے۔ اس کے لیے خدا اور رسولؐ کا ذمہ اور عہد ہے۔ (بخاری پ ۲ ص ۱۳۴، باب فصل استقبال القبلہ، مشکوٰۃ ص ۱۱ کتاب الایمان)

کیا اس معیار کے مطابق شیعہ حضرات مُسلمان ثابت نہیں ہوتے؟

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

کسی مسلمان کے کافر یا مرتد ہونے کے کیا اسباب ہیں؟

رسول اعظم ﷺ کا فرمان ہے: "کسی مُسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہے"۔ (کنز العمال)

مُسلمان کو کافر قرار دینے سے بڑھ کر کوئی سنگین جرم نہیں ہے اور اگر کسی مُسلمان کو کافر قرار دینا ناگزیر ہو جائے تو فریقین کے فقہاء نے اس کے دو اسباب گنوائے ہیں:

① اصول اسلام کا انکار

② ضروریات اسلام کا انکار

اصولِ اسلام بالاتفاق تین ہیں: ① توحید ② پیغمبرِ اسلامؐ کی نبوت اور ختم نبوت ③ قیامت۔

اور ضروریاتِ اسلام ان بنیادی عقائد و عبادات کو کہا جاتا ہے جن کے اثبات پر تمام فرقہائے اسلام کا باوجود کئی اختلافات کے اتفاق ہو۔ یعنی وہ چیز اسلام کے بدیہات میں شمار ہوتی ہو۔ جیسے نمازہائے پنجگانہ، ماہِ رمضان کے روزے، زکوٰۃ اور حج وغیرہ کا وجوب۔

بفضلہ تعالیٰ اس قانون کے مطابق بھی شیعیانِ علیؑ کا اسلام اظہر من الشّمس ہے۔ کیونکہ وہ اصول اسلام کے بھی قائل ہیں اور ضروریاتِ اسلام کے بھی نہ صرف قائل ہیں بلکہ ان پر عامل بھی ہیں۔

خلافت شیخین ضروریاتِ اسلام سے ہرگز نہیں، بلکہ اختلافی مسئلہ ہے۔

ملا ابوالحسن محمد یعقوب قادری رضوی نے اپنے پمفلٹ کے صفحہ ۹، ۱۰ پر بار بار لکھا ہے کہ صدیق و فاروق کی خلافت کا مُنکر کافر ہے۔ کیا ان کے نزدیک ان حضرات کی خلافت ضروریاتِ اسلام میں سے ہے یا نہ؟ اگر ہے تو ماننا پڑے گا کہ موصوف کو ضروریاتِ اسلام کا مفہوم ہی معلوم نہیں ہے۔ حالانکہ یہ امر عیاں راچہ بیاں کا مصداق ہے کہ اصحابِ ثلاثہ کی خلافت روزِ اول سے ہی مُسلمانوں کے درمیان اختلافی اور نزاعی موضوع رہا ہے۔ جس طرح کہ حضرت علی علیہ السلام کا خلیفہ بلافصل ہونا نزاعی مسئلہ ہے۔ لہٰذا نہ وہ ضروریاتِ اسلام سے ہے نہ یہ۔

ملاں قادری کے مفتیوں کے بے بنیاد فتووں کی حقیقت

ہمیں رہ رہ کر ملاں قادری اور ان کے ہم نواؤں پر تعجب ہوتا ہے جنھوں نے بڑی جانفشانی کر کے اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی اور چند دیگر مولویوں کے فتوے اکٹھے کیے ہیں کہ شیعہ چونکہ صحابہ کو نہیں مانتے اور خلفاء ثلاثہ کی خلافتوں کا انکار کرتے ہیں، لہٰذا وہ کافر ہیں۔

تعجب اس لیے ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی ہوں یا دوسرے مفتیانِ کرام، یہ سب حضرات حنفی کہلاتے ہیں، یعنی حضرت امام ابو حنیفہ کو امام فقہ مانتے ہیں اور جب اس سلسلہ میں ان کا فتویٰ ملاحظہ کیا جائے اور ادھر ان لوگوں کے فتویٰ کا مشاہدہ کیا جائے تو بے ساختہ کہنا پڑتا ہے کہ:

من چہ می سرائم و طنبورۂ من چہ می سراید

امام اعظم کا فتویٰ

امام اعظم فرماتے ہیں: "انا لا نکفر احدا من اهل القبلة" یعنی ہم قبلہ کی طرف مُنھ کر کے نماز پڑھنے والے کسی بھی شخص کو کافر نہیں کہتے۔ (شرح فقہ اکبر طبع دہلی) یہی فتویٰ امام شافعی کا ہے۔ (ملاحظہ ہو "الیواقیت والجواہر صفحہ ۳۷۴)

اہلِ انصاف بتائیں کہ امام اعظم کے اس فتویٰ کے بالمقابل حنفی کہلانے والے ملاؤں کے فتووں کا وزن کیا ہے؟ اور ان کی قدر و قیمت کیا ہے؟ ان حقائق کی روشنی میں شیعیانِ حیدرِ کرار کا اسلام بلکہ ایمان روزِ روشن سے بھی زیادہ واضح و آشکار ہے۔

مُلّاں قادری کے بعض دُوسرے مُوجباتِ کفر کا تذکرہ اور ان کا جواب

ملاں قادری نے اپنے ترکش کفر کو خالی کرتے ہوئے دو تیر اور بھی کفر شیعہ کے بارے میں چھوڑے ہیں ایک یہ کہ وہ قرآن عظیم کو ناقص بتاتے ہیں۔ سبحان اللہ ہذا بھتان عظیم۔

ہم نے اپنی تفسیر فیضان الرحمٰن فی تفسیر القرآن کی پہلی جلد کے مقدمات میں اس افتراء پردازی کی سخت الفاظ میں تردید کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ شیعہ حضرات من حیث القوم ماسوا چند افراد کے اسی موجودہ قرآن کو اللہ تعالیٰ کا آخری الہامی اور ربانی اور مکمل و اکمل کلام مانتے ہیں۔ اسی کو پڑھتے پڑھاتے ہیں اور اسی کے تراجم و تفاسیر لکھتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ وہ حضرت علیؑ کو انبیاء سابقینؑ سے افضل مانتے ہیں۔ ☆ اولاً یہ عقیدہ اگرچہ ان کے ہاں مشہور ہے مگر اتفاقی نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ مُفید اور حضرت سید مرتضیٰ علم الہدیٰ اور دوسرے بہت سے علماء و فقہاء اس نظریہ کے قائل نہیں ہیں۔ ☆ ثانیاً مُسلّم ہے کہ ہر نبی اپنی امت سے افضل ہوتا ہے اور حضرت علیؑ ان انبیاءؑ کے امتی نہیں ہیں، بلکہ وہ سرکار خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہیں۔ ☆ ثالثاً معیار فضیلت علم، تقویٰ، ایمان اور جسمانی قوت ہے اور چونکہ ان صفات و کمالات میں حضرت علیؑ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انبیاء سابقین پر برتری مُسلّم ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص اس بنیاد پر حضرت علیؑ کو بھی باقی انبیاء سے افضل قرار دے تو اس میں کفر کی کیا بات ہے؟

سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجا است

ناجی فرقہ کون ہے؟

ملا محمد یعقوب رضوی نے ''ما انا علیہ و اصحابی'' والی روایت کو بنیاد بنا کر اپنے ناجی اور ہمارے ناری ہونے کا بھی خوب ڈھنڈورا پیٹا ہے۔ ہم کسی کو ناجی اور کسی کو ناری کہہ کر یا صحابہ کرام کی روش و رفتار پر بحث کر کے نہ کسی کی دل آزاری کرنا چاہتے ہیں اور نہ تفریق بین المسلمین کا بیج بونا چاہتے ہیں۔ کیونکہ

خیالِ خاطرِ احباب چاہیے ہر دم
انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

قادری صاحب کی نظر سے یہ غیر مستند تتمہ تو گزر رہا ہے مگر حدیث ثقلین نہیں گزری کہ: ''یا علیؑ انت و شیعتك هم الفائزون یوم القیامة'' حالانکہ یہ حدیث اس قدر مستند و مُعتبر ہے کہ اس کا انکار علامہ ابن حجر مکی صاحب صواعقِ محرقہ اور علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی صاحبِ تحفہ اثناء عشریہ بھی نہیں کر سکے، جو شیعیانِ علیؑ کے نہ صرف کامل و اکمل مُسلمان بلکہ ان کے یقینی ناجی اور جنتی ہونے کی نص صریح اور دلیل فصیح ہے۔

والحمد للہ رب العالمین

احقر محمد حسین نجفی

باب المتفرقات

محبّت اہل بیت علیہم السلام

مؤلف: کاظم سعید پور مترجم: مولانا اقبال حسین مقصود پوری

قرآن کریم میں ارشاد ہوا:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

کہدو میں تم سے اپنے قربیٰ سے محبّت کے سوا کسی اجرت کا طلب گار نہیں ہوں۔ (سورۃ حمٓ شوریٰ: ۲۳)

حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ رَزَقَهُ اللّٰهُ حُبَّ الْاَئِمَّةِ مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ فَقَدْ طَابَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ

جسے اللہ تعالیٰ نے میرے اہل بیتؑ کے ائمہؑ کی محبّت عطا فرمائی اسے دنیا و آخرت کی خیر ملی۔ (میزان الحکمۃ)

اَلْزِمُوْا مَوَدَّتَنَا اَهْلَ الْبَيْتِ

ہم اہل بیتؑ کی محبت پر ہمیشہ قائم رہو۔ (ایضًا)

امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ حُبَّنَا رِضَى الرَّبِّ (بحار الانوار جلد ۶۸ صفحہ ۶۱)

ہماری محبت اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے۔

ہماری سرمایہ

ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا: میں آپ اہل بیتؑ کے شیعوں سے ہوں اور پھر اپنی تنگ دستی اور فقر کی شکایت کی۔ آپؑ نے فرمایا: یہ کیسے ہوسکتا ہے تو ہمارا شیعہ اور مُحب بھی اور اپنے آپ کو فقیر بھی سمجھتا ہو، جبکہ ہمارے سب شیعہ بہت بڑے ثروت مند ہوتے ہیں۔ تیرے لیے ایک ایسی نفع بخش تجارت اللہ تعالیٰ نے قرار دی ہے جو بہت زیادہ منفعت والی ہے۔ اس شخص نے پوچھا: مولا! وہ تجارت کونسی تجارت ہے؟ آپؑ نے فرمایا: اگر آپ سے کوئی ثروت مند کہے کہ اس ساری دھرتی کو تیرے لیے چاندی سے بھر دیتے ہیں تم ولایت اہل بیت علیہم السلام سے دستبردار ہوجاؤ اور ان کی محبّت و دوستی اپنے دل میں ڈال لو تو کیا ایسا کرنے کو تیار ہوجاؤ گے؟ اس شخص نے عرض کیا: نہ اے فرزند رسولِ خدا! بلکہ اگر پوری دنیا کو سونے سے بھر کر کوئی مجھ سے ایسا مطالبہ کرے تو بھی میں اس کا مطالبہ مسترد کر دوں گا۔ آپؑ نے فرمایا: دیکھا میں کہتا ہوں آپ فقیر نہیں ہیں۔ بے نوا تو وہ ہوتے ہیں جن کے پاس یہ خزانہ جو آپ کے پاس ہے نہ ہو۔ پھر آپؑ نے کچھ مقدار مال اسے عطا فرمایا اور وہ رخصت لے کر چل دیا۔

ولایت

علامہ مجلسیؒ نے امام جعفر صادق علیہ السلام یا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے صحیح سند سے روایت کیا ہے مومن کی وفات کے بعد اس کی قبر میں چھ تصویریں داخل ہوتی ہیں۔ جن میں سے ایک سب سے

خوبصورت ہوتی ہے۔ جس کی خوشبو انتہائی پاکیزہ اور حالت اعلیٰ ہوتی ہے۔ وہ تصویریں ترتیب کے ساتھ دائیں بائیں سامنے سر کے اوپر اور پیروں کی طرف کھڑی ہوجاتی ہیں اور جو بہت خوبصورت ہوتی ہے وہ سر کے اوپر کھڑی ہوتی ہے۔ جونہی کوئی مُشکل یا عذاب اس مردے کا رخ کرتی ہے تو جس طرف سے آمد ہوتی ہے اس طرف والی تصویر اس کا دفاع کرتی ہے۔ سر کی جانب والی خوبصورت تصویر باقی تصاویر سے مخاطب ہوکر ان سے پوچھتی ہے: خداوند متعال آپ کو جزائے خیر دے، تم کون ہو؟ دائیں جانب والی تصویر جواب دیتی ہے میں نماز ہوں۔ بائیں طرف والی کہتی ہے میں زکوٰۃ ہوں۔ جو سامنے والی ہوتی ہے کہتی ہے میں روزہ ہوں۔ سر کے پیچھے والی کہتی ہے میں حج وعمرہ ہوں۔ جو پاؤں کی جانب ہوتی ہے کہتی ہے میں اس کے اپنے بھائی مومن کے ساتھ نیکی واحسانات ہوں۔ پھر یہ سب تصویریں مل کر اس خوبصورت تصویر سے سوال کرتی ہیں: آپ کون ہیں؟ آپ تو ہم سے بہت زیادہ پاکیزہ مُعطّر زیبا ہیں؟ وہ تصویر جواب دیتی ہے: میں...... ولایت آلِ محمد علیہ السلام ہوں۔ (بحار الانوار)

محبت کا اثر

ایک شخص ساری زندگی فسق وفجور میں گزار کر مرگیا۔ بنی اسرائیل نے اسے اٹھا کر ایک کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دیا۔ خداوند متعال نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا جاکر اسے اٹھاؤ اور غسل وکفن دے کر دفن کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے اس عزت و احترام واکرام کا سبب دریافت کیا۔ ارشاد ہوا: اس لیے کہ اس نے ایک دن حضرت محمد مُصطفیٰؐ کے بارے تورات میں آپ کے فضائل دیکھے تو اس کے دل میں میرے حبیب کی محبت پیدا ہوگئی۔ پھر اس نے اس صفحہ کو اپنے مُنہ پر لگا کر چوم لیا تھا۔ میں نے اس کے اسی لیے سارے گناہ بخش دیے ہیں۔

عشقِ ولایت

جب جناب حجر بن عدیؓ اپنے دوسرے چھ ساتھیوں کے ساتھ گرفتار ہوکر جلاد کے سامنے آئے اور ان کی شہادت کا وقت قریب آگیا تو انھوں نے جلاد سے فرمایا: اگر آپ لوگ میرے بیٹے ہمام کو بھی قتل کرنا چاہتے ہیں تو میری خواہش ہے پہلے اسے قتل کریں۔ جلاد نے پوچھا: اس کی وجہ کیا ہے، آپ اس قسم کی خواہش کیوں کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں وہ میری گردن پر چلتی تلوار دیکھ کر اس کے خوف سے ولایت علی بن ابی طالب علیہما السلام سے دستبردار نہ ہوجائے۔

حجر بن عدی حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں، آپ نے حجر کو ہی فرمایا تھا: "تم علیؑ کی دوستی کی وجہ سے قتل کیے جاؤ گے، اور جونہی تیرا سر گردن سے جدا ہوکر زمین پر گرے گا، زمین سے پانی کا ایک چشمہ جاری ہوگا جو تیرے خون آلود سر کو دھوڈالے گا"۔ اور پھر اسی طرح ہی ہوا کہ ان کی شہادت کے وقت جب ان کا سر تن سے جدا ہوکر زمین پر گرا تو پانی کا ایک چشمہ زمین سے اُبلا اور اس کے سر مطہر کو دھوڈالا۔

ضروری اطلاع

حضرات مومنین کرام! حفظکم الرحمٰن من حوادث الزمان

السّلام علیکم و رحمۃ اللہ! اُمید کامل ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ آپ حضرات باہمہ وجوہ بخیروعافیت ہوں گے۔

باعث تحریر اینکہ عزیز حیدر عباس سابق سفیر مدرسہ کی ناگہانی موت کے بعد موصوف کی جگہ اس کے بڑے بھائی آصف حسین کو سفیر جامعہ علمیہ سلطان المدارس الاسلامیہ مقرر کیا جا رہا ہے، جو کہ جامعہ کے سیکرٹری ٹرسٹ بھی ہیں۔ لہٰذا مومنین کرام سے التماس ہے کہ حسبِ سابق اپنے جامعہ علمیہ کے ساتھ مربوط رہیں اور ہر قسم کے اموال، زکوات، اخماس، اور صدقات وخیرات اور جامعہ کے ماہوار رسالہ دقائق اسلام کے سالانہ چندہ کی ادائیگی کے ساتھ آپ تعاون کر کے عنداللہ ماجور ومثاب ہو سکتے ہیں اور ہر قسم کے تعاون کی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ جزاکم اللہ فی الدارین خیرا لجزاء

وانا الاحقر

محمد حسین النجفی عفی عنہ بقلمہٖ

پرنسپل جامعہ علمیہ سلطان المدارس الاسلامیہ سرگودھا

باب التفسیر

میں کر دی گئی ہے۔

حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ ۖ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ

(سورۃ الانعام: ۱۴۶)

ہم نے ان پر ناخن والے سب جانور حرام کر دیئے اور گائے، بیل اور بھیڑ، بکری کی چربی حرام کر دی، یا پیٹ کے اندر کی چیزیں یا جس میں ہڈی کی آمیزش ہو۔ ارشاد ہوتا ہے: ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُم بِبَغْيِهِمْ یہ ہم نے ان کے ظلم و عدوان کی سزا دی۔ وما کنا ظالمین

بقیہ باب المسائل

فروخت کر دیتے ہیں۔ حاصل ہونے والی رقم سے ایک بیٹا کاروبار کرتا ہے۔ کچھ عرصہ بعد کاروبار سے حاصل ہونے والے منافع سے نیا مکان خرید لیتا ہے۔ کیا باقی وارث صرف مکان میں حصہ دار ہیں؟ یا کاروبار میں بھی ان کا حصہ ہے؟ جبکہ گھریلو اخراجات میں دوسرے بھائی بھی برابر حصہ دیتے ہیں۔

جواب، باسمہ سبحانہ: جب کاروبار کیا ہی مکان فروخت کر کے اس کی قیمت سے ہے اور وہ قیمت سب کی مشترکہ ہے تو اصولی طور پر تو کاروبار بھی مشترکہ ہونا چاہیے اور نفع و نقصان بھی۔ البتہ کاروبار کرنے والا اپنا حق زحمت لے سکتا ہے۔ واللہ العالم

سوال: تمام بھائی جو ابھی اکٹھے ہیں، ان میں سے ایک اپنے جیب خرچ سے انعامی بانڈ خریدتا ہے، انعام لگنے کی صورت میں باقی بھائی بھی انعام کی رقم میں حصہ دار ہوں گے؟

جواب، باسمہ سبحانہ:

چونکہ اس نے وہ بانڈ جیب خرچ سے خریدا ہے، لہٰذا انعام اسی کا متصوّر ہوگا۔

① جناب حاجی زوار مہر عاشق حسین جعفری آف ملتان طویل علالت کے بعد داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے ہیں۔ مرحوم راسخ العقیدہ اور صحیح العمل بزرگ وار تھے اور بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ پوری زندگی علمائے حقہ کا ساتھ دیا اور ملت شیعہ کی ترویج وترقی کے لیے کام کیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبرو اجر سے نوازے۔

② پاکستان میں انسانیت کی فوز و فلاح اور رفاہِ عامہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لینے والے بزرگوار جناب عبدالستار ایدھی رضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ مرحوم کی رفاہی خدمات کی فہرست طویل ہے۔ تقریباً ۸۰ سال تک متواتر انسانیت کی خدمت کے لیے کوشاں رہے اور آخری دم تک قومی اور انسانی بہتری کے لیے جدو جہد کرتے رہے۔

☆ ہم ایدھی صاحب کے لواحقین سے اظہارِ ہمدردی کرتے ہیں، اور امید رکھتے ہیں کہ وہ اپنے بزرگ کے نقشِ قدم پر چل کر فلاحی اور رفاہی کام جاری وساری رکھّیں گے۔

Registered No. (G) H.C/722

ستمبر 2016

ہفتہ اتوار کو منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں ملک بھر کے علماء کرام شرکت فرمائیں گے۔

اراکین سلطان المدارس سرگودھا